THE
MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER

پندرہ روزہ
پیغامبر
سکاربرو کینیڈا

پبلشر و ایڈیٹر: سہیل اختر
فون نمبر
Tel. (416) 267-8006

۲۱ دسمبر ۱۹۸۱ء
جلد ۵
شمارہ ۲۳

پاکستان عدمِ جارحیت کی ضمانت کے بارے میں بھارت سے فوری

مذاکرات کے لیے تیار ہے

اسلام آباد ــــــ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر آغا شاہی نے پھر کہا ہے کہ پاکستان بھارت کے ساتھ ایک دوسرے کے خلاف عدم جارحیت اور طاقت استعمال نہ کرنے کے سلسلہ میں سمجھوتہ طے کرنے کے لئے فوری بات چیت شروع کرنے کو تیار ہے یہ بات چیت سفارتی ذرائع یا کسی بھی سطح پر ہو سکتی ہے انہوں نے بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کے حالیہ بیان کا خیر مقدم کیا جس میں بھارتی وزیر اعظم نے پاکستان کے ساتھ جنگ نہ کرنے کے معاہدہ پر بات چیت کرنے کے سلسلہ میں رضامندی ظاہر کی تھی مسٹر آغا شاہی نے آج شام اخبار نمائندوں میں ایک تحریری بیان تقسیم کیا جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کی طرف سے بھارت کو بات چیت کی پیشکش کوئی سفارتی چال نہیں بلکہ پاکستان کی یہ سنجیدہ تجویز اخلاص پر مبنی ہے اور بھارت کی طرف سے اس تجویز پر رضامندی کا اشارہ پاتے ہی بات چیت شروع کرنے کو تیار ہے مسٹر آغا شاہی نے کہا کہ پاکستان نے دونوں ممالک کے مابین عدم جارحیت اور طاقت استعمال نہ کرنے کے معاہدے کے بارے میں بات چیت کی پیشکش ۱۵ ستمبر کو کی اس کے بعد ۲۲ نومبر کو یہ پیشکش اسلام آباد میں بھارت کے سفیر کی وساطت سے بھارت کو پہنچائی تاہم ہمیں بھارت کی طرف سے اس پیشکش کے جواب کا انتظار ہے وزیر خارجہ نے توجہ جب بھارتی وزیر اعظم کے حالیہ بیان کی طرف مبذول کرائی جس میں بھارتی وزیر اعظم نے پاکستان کے ساتھ جنگ نہ کرنے کے معاہدہ کی بات چیت پر رضامندی کا اظہار کیا ہے مسٹر آغا شاہی نے مسز گاندھی کے بیان کا خیر مقدم کیا انہوں نے کہا کہ پاکستان کی طرف سے بات چیت کی پیشکش کوئی سفارتی چال نہیں بلکہ سنجیدہ تجویز ہے ...

اور بھارت اپنی دفاعی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آزاد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ابھی اس تجویز پر بھی قائم ہے کہ دونوں ممالک ایٹمی ہتھیاروں کی مذمت کریں یا دونوں ممالک ایٹمی تنصیبات کے باہمی معائنہ کا اہتمام کریں اس فضا میں انہوں نے کہا کہ پہلا اقدام اس جنوری کو دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ کے مشترکہ بیان میں اٹھایا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ دونوں ممالک ایٹمی توانائی کو پرامن مقاصد کے لئے استعمال کریں گے۔ وزیر خارجہ نے پاکستان کے اس موقف کا اعادہ کیا کہ پاکستان معاہدہ کے ساتھ ساتھ اور متبادل قبول ایسے معاہدہ کے لئے سفارتی یا کسی بھی سطح پر فوری بات چیت شروع کرنے کو تیار ہے جس کے تحت دونوں ممالک ایک دوسرے کے خلاف عدم جارحیت اور طاقت استعمال نہ کرنے کے پابند ہوں اور دونوں ممالک باہمی اختلافات و تنازعات پرامن طریقے سے حل کریں اس قسم کا معاہدہ ... پر عمل ... پاکستان کو بھارت کی طرف سے اس تجویز پر مثبت جواب کا انتظار ہے۔


آغا شاہی

لاہور سمگل کی جانے والی ۳۰ کروڑ روپے کی منشیات پکڑی گئیں

سری لنکا نے غیر جانبداری ترک نہیں کی

ارجنٹائن ایٹم بم تیار کر رہا ہے

پاک افغان بالواسطہ مذاکرات جنوری میں ہوں گے

بات چیت کی نگرانی کے لیے سیکرٹری جنرل کا نمائندہ اسلام آباد آئے گا

پشاور ٹیلی ویژن سنٹر سے جلد ہی رنگین پروگرام نشر ہونے لگیں گے

وزیرستان کے علاقے کے لئے ٹی وی بوسٹر کا کام شروع کر دیا

بھارتی فلمی اداکار کے گھر پر چھاپہ پانچ لاکھ کے ناجائز ہتھیار برآمد

سگریٹ نوش ماؤں کے بچے زیادہ تعداد میں مرتے ہیں

احوالِ وطن — ایم بی سکندر

صدر کی پریس کانفرنس لاہور

عام انتخابات نہیں ہو سکتے

امید تو بندھ جاتی تسکین تو ہو جاتی وعدہ نہ وفا کرتے وعدہ تو کیا ہوتا

جیسا کہ انہی کالموں میں پیش گوئی کی گئی تھی مجلس شوریٰ کی تشکیل کا اعلان ایک بار پھر ملتوی کر دیا گیا ہے گو کہ قوم کو صبر کی خوشخبری سنائی گئی ہے لیکن ایک ماہ کے اندر اندر وہ تمام تقاضے پورے ہونے ناممکن ہیں جن کا ذکر صدر مملکت نے اپنی لاہور پریس کانفرنس میں کیا ہے افسوس کہ خوشخبری کا انتظار مایوسی میں بدل گیا خاص طور پر سیاست دانوں کے لئے جنہیں یہ معلوم کر کے مایوسی ہوئی ہو گی کہ انتخابات فی الحال نہیں ہو سکتے۔ بی بی سی اردو کا نامہ نگار نے اس سلسلے میں صدر صاحب کی زبانی دو سال کی مدت کا بھی ذکر کیا ہے۔ سیاست دانوں کے رویہ کی روشنی میں ایسا ہونا قدرتی بات تھی وہ جب مجلس شوریٰ کی تشکیل سے اتفاق ہی نہیں کرتے اور اس میں شمولیت سے انکاری ہیں تو ان کے لئے تو مجلس کا معرض وجود برابر ہے لیکن خود مجلس شوریٰ کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا وہ ظاہر ہیں۔ انتخابات میں تاخیر سے حکومت اور سیاسی حلقوں کے درمیان فاصلے کچھ اور بڑھیں گے۔ اور صدر صاحب کی خلوص نیت کے باوجود اسے اقتدار کو طول دینے کا ایک حربہ سمجھا جائے گا صدر صاحب انتخابات کے التواء کو حالات کی سنگینی بتاتے ہیں لیکن ملک میں سیاست دانوں کے علاوہ ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی موجود ہے جو انہی حالات کی سنگینی کی وجہ سے انتخابات کو ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ملک اور قوم کے منتخب نمائندے مل کر حالات کا مقابلہ کریں ۷۴ ۱۹۷ء

ہے کہ پہلے کے مقابلے میں اب لوگ سیاستدانوں کی بات زیادہ توجہ سے سنتے ہیں اور اب عوام میں سیاست دانوں کے طرز عمل کے بارے میں پہلی سی نفرت نہیں رہی کیونکہ وہ اپنا مقدمہ اس بات سے شروع کرتے ہیں کہ وہ عوام کے حقوق کے لئے ہی آواز اٹھا رہے ہیں چنانچہ ملتان میں منعقدہ حالیہ مفتی محمود مرحوم کانفرنس میں سب بااثر سیاست دان اکٹھے ہوئے انہوں نے انتخابات کرائے جانے اور مارشل لاء اٹھانے کا مطالبہ کیا اور اعلان کیا اب جمعہ کی نماز میں ہر مسجد سے ان مطالبات کے حق میں آواز بلند کی جائے گی اگر ان زبانی مطالبات نے مسجدوں سے جلسے جلوسوں کی صورت اختیار کر لی تو مارچ اپریل ۱۹۷۷ء کا سا سماں پیدا ہو جائے گا اور پھر اس سیلاب کے آگے بند باندھنا مشکل ہو جائے گا اب تو مدیران جرائد اور صحافیوں کی انجمن نے بھی سنسر اٹھائے جانے اور انتخابات کرائے جانے کی اپیل کی ہے جسے آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ تحریک بحالی جمہوریت نے تو ایک اجلاس میں امریکی صدر اور امریکی عوام کے ضمیر سے اپیل کی ہے کہ اسلحہ کی فراہمی کو انتخابات کے ساتھ مشروط کر دیا جائے اور ۱۹۷۳ء کے آئین کو بحال کر دیا جائے۔ لیکن ان سب باتوں کا جواب صدر مملکت کے پاس ایک نہیں۔ کے سوا کچھ نہیں انہیں نہ ہی پارٹیوں کی سابقہ کارگزاری ابھی نہیں بھولیں اور وہ ان سے تعاون مانگنے پر تیار نہیں چنانچہ جب لاہور پریس کانفرنس میں ان سے گول میز کانفرنس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں اس بات پر تو کانفرنس کر سکتا ہوں کہ انڈے کی قیمت کیوں چڑھ گئی ہے لیکن اس مسئلہ پر (سیاسی مسئلہ پر) ان سے بات چیت نہیں ہو سکتی انہوں نے کہا کہ جو لوگ حکومت کا خاتمہ چاہتے ہیں وہ آگے آئیں اور مجھ سے پوچھیں کہ کس طرح تعاون کیا جا سکتا ہے سیاسی سرگرمیوں کے احیاء کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میں ملک میں ایسی وبا پھیلانے کی اجازت بھی نہیں دے سکتا جس سے نفاق پیدا ہو ان کی کانفرنس کا بیشتر حصہ ان باتوں پر مشتمل تھا

جو وہ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ مثلاً یہ کہ سنسر بدستور لاگو رہے گا۔ سیاسی جماعتوں پر سے پابندی اٹھانے، سنسرشپ ختم کرنے عبوری آئین کا حکم واپس لینے اور ملک کو درپیش مسائل کے پیش نظر قومی حکومت بنانے کے سوال کا صرف یہ جواب دیا گیا کہ "موجودہ حکومت مارشل لاء کی حکومت ہے سیاسی حکومت نہیں میں عنان حکومت ایک سیاسی حکومت کے سپرد کرنے کا طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہوں تاہم اس سمت میں زیادہ پیش رفت نہیں ہوئی" ان کے خیال میں مارشل لاء کی حکومت چلانے اور ملک کی گاڑی کو پٹڑی پر لانے کے لئے کچھ پابندیوں کی ضرورت ہے۔ انہوں نے سیاستدانوں پر طنز کرتے ہوئے فرمایا کہ "کیا یہی اسلامی حکومت ہے کہ چند افراد بیٹھے فیصلے کرتے رہیں اور لوگوں کو جس طرف چاہیں لے جائیں" انہوں نے یہ بات دو دفعہ دہرائی اور فرمایا کہ "میں ایسا نہیں ہونے دوں گا کیونکہ یہ لاقانونیت ہے" اگر ان کے اس نظریہ پر غور کیا جائے تو یہ بات سب سے زیادہ مارشل لاء کے نمونوں پر صادق

آتی ہے جس میں لوگوں کو آواز اٹھانے کی اجازت ہی نہیں ہوتی۔ پارلیمانی نظام میں تو "لوور آف دی ہاؤس" پر جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ مروجہ قانون کی تعزیر سے بالاتر ہوتا ہے اور وہ جا پر ممبر بڑی سے بڑی بات بھی کہہ دیتا ہے مزید شکایات جو انہوں نے بیان کی ہیں ان میں اور نظریہ پاکستان کے خلاف لکھنے اور کہنے کی سنائی اور فوج کے خلاف کچھ کہنے کی ممانعت ہی انہوں نے فرمایا کہ عوام کو فوج پر تنقید کرنے کی بجائے اس پر فخر کرنا چاہیئے کیونکہ جو قومیں اپنی فوج پر اعتماد نہیں کرتیں وہ نقصان اٹھاتی ہیں۔ صدر مملکت کی اس پریس کانفرنس سے ان کا آئندہ کا پروگرام واضح ہو گیا ہے ان کا ارادہ ابھی غیر معین عرصہ تک برسر اقتدار رہنے کا ہے کیونکہ ان کے خیال میں ملک کے دفاع اور استحکام کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے مزید براں اسلامی نظام کا بتدریج نفاذ بھی اس کا متقاضی ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے بارے میں تو وہ نظریاتی کونسل کے سامنے ایک تقریر میں اعتراف کر چکے ہیں کہ کونسل کی کئی سفارشات پر حکومت نے عمل کیا ہے لیکن بدقسمتی سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوئے "انہوں نے کہا کونسل اس ناکامی کی وجوہات تلاش کرے اور سفارشات کرے تاکہ اس بارے میں صحیح اقدامات کئے جا سکیں"

دفاع کے بارے میں اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ ہم الف ۱۶ طیاروں کی امید پر جی رہے ہیں کیونکہ افغانستان پاکستان کی حدود کی بار بار خلاف ورزی کر رہا ہے اور ہم سوائے زبانی احتجاج کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اگر اس زبانی احتجاج نے کارگر ہونا ہوتا تو پہلے واقعہ کے بعد اس کا اعادہ نہ ہوتا لیکن کابل حکومت تو بار بار ایسا کر رہی ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے وہ بھی دن تھے کہ کابل کی طرف سے کسی گڑبڑ کے جواب میں پاکستان کا ایک بریگیڈ کافی سمجھا جاتا تھا لیکن آج ملک دم بخود والا معاملہ بن کر رہ گیا ہے اگر ملک کو واقعی روس کے

سنسر بدستور لاگو رہے گا

... بہتر بنانے کی سعی کرنی چاہیئے لیکن اگر ... صرف کابل حکومت کی شرارت پر مبنی ہیں تو اسے ایسی سزا دینی چاہیئے کہ اسے دوبارہ اس کی جرأت نہ ہو۔ امریکہ کے صدر اور اس کی انتظامیہ جس تندہی سے پاکستان کو اسلحہ دینے کے کا ذکر واضح کر رہی ہے اس نے ملک کی حالت کو اور بھی مشکوک کر دیا ہے جبھی تو صدر مملکت کو اعلان کرنا پڑا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ہم امریکی گود میں بیٹھ گئے ہیں اگر ہم روس بھارت کے روابط کی گہرائی کی بنا پر بھارت کو روس کا گماشتہ کہہ سکتے ہیں اور ایسا اندر اگاندھی سے پریس کانفرنس میں کہا گیا تو پھر اپنی دنیا پاکستان کے بارے میں ایسا خیال کیوں نہیں کرے گی۔ صدر ریگن کا یہ کہنا کہ اگر سینیٹ نے اسلحہ کی فراہمی کی منظوری نہ دی تو وہ اپنے خاص اختیارات استعمال کر کے پاکستان کو اسلحہ دیں گے "معاملات کو اور بھی الجھا کر یہ تاثر دے دیتا ہے کہ یہ سب کچھ امریکہ کے مفاد میں کیا جا رہا ہے"

ملک کی سلامتی، دفاع اور اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر عوام ہر قسم کی قربانیاں دینے پر تیار ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اب تک مارشل لاء کے ہر حکم کو بلا چون و چرا قبول کیا ہے۔ لیکن قربانی یہی ممکن ہے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے بارے میں صدر مملکت خود بھی مطمئن نہ ہوں اور کابل کے لئے پلا دھڑک ملک کی سرحدوں کی خلاف ورزی کرتا جائے اور بے گناہ لوگوں کا خون بہایا جائے تو سوام کو بھی سوچنا پڑے گا کہ مارشل لاء کو کس طرح مزید موثر بنایا جا سکتا ہے۔

◆◆◆◆◆◆◆

سیاسی سرگرمیوں سے قوم میں انتشار اور نفاق پیدا ہو گا

... حکومت انہی حالات کے ... کے تحت انتخابات کو ملتوی کرتی رہی ... انتخابات اپنے مقررہ وقفوں کے بعد ہوتے رہتے تو آج ملک کی یہ حالت نہ ہوتی ... جمہوریت کا یہی ذریعہ ... تک ... صدر صاحب کا ... نتائج حاصل کرنے ... اقتدار کا خواب بھی تو اب پریشان ... اس تاخیر سے عوام زیادہ مایوسی کا شکار ہوں گے ... عوام ... ان کی ... کہ اس بات کی ... کہ جب بھی انتخابات ہوں وہ اس تاخیر کو بنیاد بنا کر لوگوں سے ووٹ حاصل کر کے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیں تاخیر ایسی طاقتوں کے برسر اقتدار آنے کے مواقع میں دن بدن اضافہ کر رہی ہے اور ملکی حالات اور واقعات سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے دہشت پسندی کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت



فاروق کرمانی جو کہ عرصے سے ٹورانٹو کی نیشنل کرکٹ کلب کی طرف سے کھیلتے رہے ہیں۔ انہیں اب کینیڈا کی نیشنل کرکٹ ٹیم کیلئے منتخب کر لیا گیا ہے۔ فاروق کرمانی کو دو سال سے ٹورانٹو لیگ میں اوسطاً سب سے زیادہ بیٹنگ کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ پاکستان میں فرسٹ کلاس کرکٹ بھی کھیل چکے ہیں۔ اور عرصہ تک کراچی کی ٹیم کی نمائندگی بھی کر چکے ہیں۔ طارق جاوید کے بعد آپ دوسرے پاکستانی ہیں جنہیں کینیڈا کی نیشنل ٹیم میں کھیلنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ کینیڈا کی ٹیم دو پاکستانی طارق جاوید اور فاروق کرمانی سمیت جون ۱۹۸۲ء میں لندن (برطانیہ) میں PRE WORLD CUP کا میچ کھیلنے کیلئے جانے والی ہے۔ کینیڈا میں کرکٹ کے شائقین کو طارق جاوید اور فاروق کرمانی سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔



حضرات! آپ ہمارا فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ تاریخ کی ابدی عدالت نے یہ فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ بہادر وقتی طور پر ہار سکتے ہیں لیکن شکست نہیں کھا سکتے۔ بکھر سکتے ہیں مٹ نہیں سکتے۔

★ دوسری عالمگیر جنگ کا بانی ہٹلر

پیغامبر
THE MESSENGER

Editor & Publisher SOHAIL AKHTAR Tel. (416) 267-8006

جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن / کسی جمشید کا ساغر نہیں ہوں

۲۱ دسمبر ۱۹۸۱ء | ۲۳ صفر ۱۴۰۲ھ

پرنس چارلس اور لیڈی ڈائنا خان

اسپینی ماہر پروفیسر جوآن بالانسو نے دعویٰ کیا ہے کہ لیڈی ڈائنا سپنسر چنگیز خان اور سپین ہیرو السائڈ کی اولاد میں سے ہیں۔ پروفیسر بالانسو، خون کے رشتوں اور نسلوں کے باہمی ملاپ کے معروف محقق ہیں۔ ان کی تحقیقات کے مطابق شہزادہ چارلس بھی براہ راست چنگیز خان کی اولاد میں سے ہیں — یاد رہے کہ پچھلی صدیوں میں مختلف ایشیائی شہنشاہ یورپ پر حملہ آور ہو کر فتح حاصل کرتے رہے ہیں۔ مختلف اوقات میں پورا یورپ ان کے زیر تسلط زندگی گزارتا رہا ہے — اگر یہ دعویٰ درست ہے تو پرنس چارلس اور لیڈی ڈائنا کی رگوں میں چنگیزی خون دوڑ رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجئے کہ ایشیائی خون دوڑ رہا ہے۔ پھر یہ خون اپنے ہی خون کا دشمن کیوں ہے؟ — شہزادے! ماضی قریب میں تمہاری سلطنت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ برطانوی شاہی پرچم پر کبھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ اس کے نتیجہ میں تمہارا معاشرہ تنآسانی پسند، سست رو اور کاہل ہو چکا تھا۔ حکمرانی کے نشے نے ان کے رگ و پے کو جدید عہد کی صنعتی و حربی منفعتوں کے قابل نہ چھوڑا تھا۔ تاریخ کے اس نازک موقع پر زنگدار نسل کے جفاکش محنت اور مستعدی سے ایک بار پھر آگے آئے انہوں نے تمہارے دیس پہنچ کر تمہارے شہروں کو رواں کا آہنگ بخشا۔ میں وقت کے ان لمحوں میں تمہارے معاشرے کے ضمیر سے مخاطب ہوں، کہو ہم تم اس وقت کہاں ہو جب تمہارے گلی کوچوں میں انسانیت، محنت اور شفقت کو زندہ جلایا جا رہا ہے۔ بیسویں صدی میں دنیا کی مہذب ترین اور اعلیٰ ترین جمہوری اقدار کی حامل ریاست میں فرون وسطیٰ کی بربریت اور وحشت، لینی جنگل کا ہنگامہ جاری ہے — شیلے، کیٹس، بائرن اور شیکسپیئر کو چاہنے والو! پٹرول بموں سے انسانی زندگیوں سے آباد گھروں کو جلانے کی بجائے آؤ دنیا میں حسن، رحمت اور خیر کے چراغ روشن کریں۔ پھول، خوشبو اور بہار کے نغمے تخلیق کریں۔ تم سب پر خدا کی رحمت اور سلامتی ہو۔ اے چنگیزی نسل کے شہزادے، اے اہل برطانیہ! موسیٰ، عیسیٰ اور محمدؐ کا رب تم پر اپنا فضل کرے اور تمہاری آنے والی نسلوں پر برکتوں اور مہربانیوں کے دروازے کھلے رہیں — آؤ امن قائم کریں کہ ہم سب کا اجتماعی ضمیر مطمئن ہو سکے۔

مورخ کا فرض

مشہور مورخ ابن خلدون سے اس کے کسی معترض نے سوال کیا "جناب یہ کیا بات ہے کہ آپ اپنے سے پہلے کے مورخین پر زیادہ اعتماد نہیں کرتے؟" ابن خلدون نے جواب دیا "اس لیے کہ انہوں نے تاریخیں لکھنے میں بادشاہ و وزیر کو مدنظر رکھا ہے حالانکہ ایک مورخ کا یہ فرض ہے کہ وہ بادشاہ اور وزیر کو بہت زیادہ اہمیت نہ دے، بلکہ پوری قوم کی تاریخ لکھے۔ یعنی اس کی اخلاقی حالت، معیشت، تہذیب، علوم و فنون اور رسم و رواج کی تفصیل مہیا کرے۔ پہلی تاریخوں کی روایات کو صحیح نہ سمجھے، بلکہ دیکھے کہ وہ غیر فطری تو نہیں۔ اس وقت کے احوال کے حالات کے خلاف تو نہیں اور مورخ متعصب تو نہیں؟"

انشا اور سودا

سید انشا، دہلوی عالم جوانی میں نہایت خوش رو اور طرحدار تھے۔ ایک مشاعرے میں بڑی دھوم دھام سے غزل پڑھی:

جھڑکی سہی، ادا سہی، چین جبیں سہی
سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی

اور جب یہ شعر پڑھا:

گر ناز نہیں کیجے تو اٹھائے جو تم
میری طرف تو دیکھئے میں ناز نیں سہی

مرزا سودا بھی موجود تھے۔ انہوں نے برجستہ کہا، "درست! پر شک۔"

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

مریض کا کمرہ ہو، بستر پر جاں بلب بیوی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہو ۳۰ سال کی رفاقت و ہمدردی کے بعد وفادار رفیق زندگی اللہ کے حکم سے ساتھ چھوڑ رہی ہو جانے والا شوہر غریب پاس حزن کی تصویر بنا بیٹھا ہو اور ساری تدبیریں ختم کر چکنے کے بعد اب کوئی ضعیف سہارا بھی نہیں پاتا جس سے دل کو تسکین دے سکے ڈاکٹر اس آخری لمحہ رخصت ہوتے ہیں اور اٹھتے اٹھتے بجائے کسی انجکشن وغیرہ کا جھوٹا سہارا دینے کے یہ کہتے ہیں تو صرف اتنا یہ کہ

آپ پھر بھی تو ملیں گے!

شوہر کا بیان ہے کہ اس ذرا سے فقرے نے جادو کا اثر دکھایا اور دل جو بالکل بے سہارا ہو رہا تھا اس کی ڈھارس بندھ گئی جنت میں ملاقات دائمی غیر منقطع ملاقات کا استحضار ہو گیا اور مسلم عارضی بے ہوشی کے بعد اب پھر ہوش میں تھا — تصہ فرضی نہیں حال ہی میں ایک ہفتہ وار میں شوہر کے قلم سے یہ آپ بیتی نکلی ہے۔

بات کتنی کام کی اور چھوٹے بڑے بوڑھے جوان مرد و عورت ہر ایک کے یاد رکھنے کی ہے عزیز قریب کی موت کا جو اتنا صدمہ اپنے خیال میں ناقابل برداشت ہوتا ہے تو آخر اس کی تہ میں ہے کیا چیز بس یہی خیال کہ جدائی دائمی ہے اور اب کبھی ملنا دیکھنا ممکن نہیں — لیکن اگر کسی پر خوب لگ جائے یہی خیال باطل ثابت ہو جائے اور دل میں یہ اتر جائے کہ یہ جدائی بھی ویسی ہی عارضی اور وقتی ہے جیسی ہر دو آگے پیچھے سفر کرنے والوں کے درمیان ہوتی ہی ہے تو صدمہ کتنا گھٹ جائے رنج کس طرح ایک نارمل سطح پر آ جائے آخرت کا عقیدہ بھی کتنا زبردست سہارا بے بسوں بے کسوں انسان کے لیے ہے اور جو اس سے محروم ہے وہ کتنی بڑی نعمت سے محروم ہے۔

قاموس علمی کا تازہ جہل

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا شمار مستند ترین علمی قاموسوں میں ہوتا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کے جدید ایڈیشن میں مصری اخبار الاہرام کی روایت کے مطابق قرآن سے متعلق مقالہ میں گیارہ انتہائی فاش غلطیاں جو مضمون نگار کے علم کے بجائے اس کے جہل کی شہادت دیتی ہیں موجود ہیں مصر کے ایک ماہر قرآنیات نے ان کی نشان دہی کی ہے اور اس سے متاثر ہو کر مصر کی اعلیٰ اسلامیات کی سب سے اعلیٰ کونسل نے انسائیکلو پیڈیا مذکور کے پبلشر کو توجہ دلائی ہے کہ جلد از جلد ان اغلاط کی اصلاح و تصحیح کی جائے۔ ان غلطیوں یا کھلی ہوئی اور تعصب سے کھلی ہوئی جہالتوں کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے (مضمون نگار نے ہجرت کے مقدس لفظ کے بجائے بھاگنے کا عامیانہ لفظ استعمال کیا ہے) مکہ گئے تھے (۲) آپ نے کئی شادیاں اولاد کی تمنا ہی میں کی تھیں (۳) اپنے خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونے کا (غلط) دعویٰ کیا (۴) مسلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرستش کرتے ہیں۔

دعوت نامہ

بچوں کے ابا جان کو گھر سے غائب رہنے کی عادت پڑ گئی اور اکثر رات کا کھانا بھی باہر دوستوں کے ساتھ ہی کھاتے تھے۔ بچے رات جلد سو جاتے تھے اور صبح بستروں ہی میں ہوتے تھے کہ ابا جان دفتر چلے جاتے تھے۔

— ایک دن انہیں ڈاک سے ایک خط ملا۔ لکھا تھا۔ آج غریب خانے پر تشریف لا کر کھانا تناول فرمایئے آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے باعث فخر ہوگی۔

بچے — بچوں اور بیوی کے دستخط تھے

کرنیں

خالد رشید —
وہ مسکراہٹ بڑی مقدس ہوتی ہے جب کسی کی یاد دل میں آئے دل روئے اور ہونٹ مسکرا دیں۔ کاش کوئی دیکھ سکے کہ اتنی سی مسکراہٹ کے لئے وہ انسان اندر سے کتنی مرتبہ ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے۔ کاش کوئی اس مسکراہٹ میں پنہاں درد محسوس کر سکے۔

فرزانہ —
جو آدمی ارادہ کر سکتا ہے اس کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں۔

صباحت —
ماحول کا انسان کے مقدر میں بہت بڑا دخل ہے۔ ایک ناساز گار ماحول بعض اوقات اعلیٰ سے اعلیٰ دماغی صفات کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور اگر کوئی معقول صحبت یا ماحول مل گئی اور صلاحیت بھی ہوئی تو آدمی ترقی کے اوج پر پہنچ جاتا ہے۔

ایم صادق لمحہ —
وہ خدا سے بہت قریب ہے جو خوش خلق اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والا ہو۔

محمود حسین جعفری —
وہ دل جس میں خلوص کا جذبہ نہ ہو اس صدف کی مانند ہے جس میں موتی نہ ہو۔

زرجانہ —
دنیا کا سب سے بڑا اور بدترین گناہ افلاس ہے۔ زناکاری، قتل، غبن، ڈاکہ زنی، رشوت خوری، چوری، شراب خوری اور جوا، یہ تمام گناہ افلاس کے مقابلے میں مجسم نیکیاں ہیں۔

اے رحمٰن —
جو نوجوان کو زندہ رکھنا پسند کرے اسے لازم ہے کہ نفس مارے۔

عاصم —
لائق آدمی کو نسبتی فضیلت کی ضرورت نہیں اور نالائق آدمی کو اس سے کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا۔

فرید حسین —
کم گو، کم خور اور بے آزار ہمیشہ سلامت خوش اور مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

اے لطیف —
سورج خود بخود کنول کا پھول کھلا دیتا ہے چندرما آپ ہی آپ چاندنی کو پھیلا دیتا ہے۔ بادل بغیر مانگے ہی پانی برسا دیتا ہے اسی طرح نیک انسان بغیر کہے ہی خود بخود دوسروں کی بھلائی کے کام کرتا ہے۔

فدا حسین —
بلند حوصلہ انسان کے ہاتھوں میں اگر مٹی بھی سونا ہو جاتی ہے۔

ایم انورا —
خدا کا خوف بے ادب بندوں کے لئے تازیانہ ہے تاکہ وہ اس کے سبب گناہوں سے بچے رہیں۔ اور نیک راستہ پر قائم رہیں۔

یوسف —
خاموشی گفتگو کا حسن ہے۔ زندگی میں تین چیزیں نہایت سخت ہیں (۱) خوف مرگ۔ (۲) شدت مرض (۳) ذلت قرض۔

ناہید ارمان —
دوسروں کی بہتری کے لئے اگر کچھ جھلسا دینے کا کام بڑے تو اس سے روح پراگندہ نہیں ہوتی۔

رفیعہ —
ادھورا علم خطرے کا موجب ہوتا ہے۔ علم کے چشمہ کا پانی سیر ہو کر پیو یا پھر اس سے الگ ہی رہو۔ چند گھونٹ پینے سے آدمی مدہوش ہو جاتا ہے۔ سیر ہو کر پینے سے ہوش و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔

نواز جعفری —
اعتماد ہی زندگی کی متحرک قوت ہے فن دستکاری نہیں بلکہ یہ تو فنکار کے احساسات کا حسین عمل انتقال ہے۔

VISIT US FOR best quality

INDIAN GROCERIES, FRESH VEGETABLES, NUTS, SPICES ETC.

گروسری، تازہ سبزیاں اور مصالحہ جات نہایت ہی سستے داموں پر خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں



Pirri's Dixieland Market

1108 PHARMACY AVE. (AT LAWRENCE) SCARBOROUGH

PHONE: 759-0473



PRINTING

• عید کارڈ • شادی کارڈ • سہرا • دعوت نامے • لفافے
• لیٹر ہیڈ • فائل کور • ہر سائز کے ڈبے • لیبل • بزنس کارڈ
• ناول اور رسالہ • پمفلٹ وغیرہ کی

چھپائی کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیجئے۔

نوٹ: اردو چھپائی کیلئے کتابت کی سہولت مہیا کی جا سکتی ہے

آج ہی فون کیجئے

محمد فاروق 368-4067 656-2822 ٹورانٹو

ALAM FIVE STAR Co.

727 KING ST., WEST, TORONTO, ONT. M5V 1M9

مکان ہو یا دکان

ہر قسم کی پراپرٹی کی خرید و فروخت کے لئے ہم آپ کو بہترین مشورہ دیتے ہیں۔ آج ہی مکمل لسٹ کیلئے فون کریں یا خود ملیں

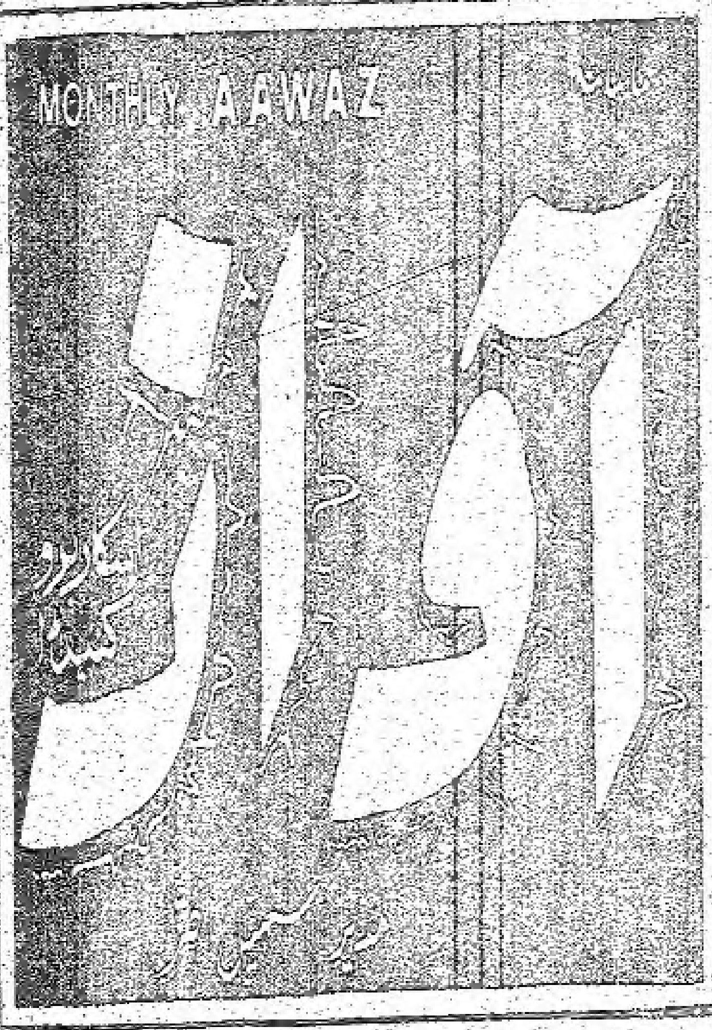
REAL ESTATE SERVICE
"in a business-like way!"



SCARBOROUGH
2300 LAWRENCE E.
(White Shield Plaza)

Bus. 751-6533
Res. 291-1805

SHAKU MERCHANT



دسمبر ۱۹۸۱ء



میں مسلمان ہوں، بحمد اللہ
اور میرا وطن ہے پاکستان
مجھ کو ہر شہر سے محبت ہے
حیدرآباد ہو کہ ہو ملتان
میں دماغوں کو روشنی دوں گا
ہاتھ میں لے کے مشعلِ قرآن
نہ کروں گا میں کوئی ایسی بات
جس سے ہو ملک و قوم کا نقصان
ہیں وطن دشمنوں کے سینوں میں
جذبۂ حریت ابھاروں گا
صرف ذاتی مفاد کی خاطر
میں غریبوں کا حق نہ ماروں گا
تیل جب تک مجھے میسر ہے
دال گھر سے نہیں بگھاروں گا
خود چلاؤں گا اپنی کشتی کو
ناخدا کو نہیں پکاروں گا
میں نہیں دوں گا آگ اس گھر کو
فرض ہے مجھ پہ جس کی رکھوالی
میں مہاجر ہوں اور نہ پنجابی
نہ میں سندھی ہوں اور نہ بنگالی
اک مسلمان کی صفت یہ ہے
ظرف مردانہ، حوصلے عالی
وہ مسلماں ہے جو رکھتا ہے
جسم خاکی میں روحِ اقبالی
میں تو خوش ہوں کہ رنگ لائی ہے
سعیِ اقبال، سید و حالی
جلد وہ دن بھی آ رہا ہے جب
ہم منائیں گے "یومِ خوشحالی"

منکہ اک واجبی سا لڑکا ہوں ؛ ملک و ملت کے کام آؤں گا
خدمتِ ملک و قوم کی خاطر ؛ میں مسلسل قلم اٹھاؤں گا
روشنی جس کی مستقل ہو گی ؛ میں اک ایسا دیا جلاؤں گا
یہ مہاجر ہے اور وہ انصار ؛ میں اس احساس کو مٹاؤں گا
میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں ؛ مدعا کیا ہے پھر بتاؤں گا

منصور شیخ، ٹورانٹو کینیڈا

طنز و مزاح

ترتیب: حفیظ انور

فیصلہ

میاں بیوی کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے والے طلاکمیٹی کے صدر نے کہا۔
بس شوہر کو چاہیئے کہ اندریں حالات باہوش وحواس خمسہ بیوی کو طلاق دے دے۔ طلاق کے بعد بیوی کو حق مہر میں مکان مل جائے شوہر کی کار شوہر کے پاس رہے اور بنک میں جمع شدہ رقم بطور فیس مجھے دے دی جائے۔

مصنف

دربار کی میٹنگ اختتام کو پہنچی۔ ایک خوبصورت لڑکی اٹھنے کی تیاری کر رہی تھی کہ ایک نوجوان دوڑتا ہوا آیا اور بولا میں آپ کو ڈسٹرب کر رہا ہوں جس کے لئے میں معذرت چاہوں گا لیکن میری بھی مجبوری ہے بات دراصل یہ ہے کہ میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں اس سلسلے میں میں آپ سے مدد چاہوں گا۔
لڑکی فوراً بولی ضرور ضرور۔ لیکن آپ کس قسم کی کتاب لکھ رہے ہیں؟
نوجوان جیب سے پاکٹ ڈائری نکال کر لئے ہوئے بولا میں ٹیلی فون نمبروں کی کتاب لکھ رہا ہوں اس لئے مہربانی فرما کر آپ بھی اپنا ٹیلی فون نمبر لکھوا دیں۔

مکان نمبر ۲۰۴

مکانوں کا مسئلہ جو شدید نوعیت اختیار کر گیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے



کہ ساحل پر حامد میاں نے اپنے دوست زاہد میاں کو ڈوبتے ہوئے دیکھا تو وہ منہ مانگے داموں پر ٹیکسی کر کے مالک مکان کے گھر کی طرف بھاگے۔
"جناب" انہوں نے مالک مکان سے کہا مجھے کرائے پر آپ کے مکان کی ضرورت ہے جتنا چاہیں ایڈوانس لے لیں لیکن خدارا مجھے اپنا مکان نمبر ۲۰۴ کرائے پر دے دیں۔"
مالک مکان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا "معاف کیجئے محترم مکان نمبر ۲۰۴ کرائے پر دیا جا چکا ہے"
"دیا جا چکا تھا" حامد میاں نے کہا "مگر اب وہ مکان خالی ہو چکا ہے۔ میں اپنی آنکھوں سے زاہد میاں کو دریا میں ڈوبتا ہوا دیکھ کر آ رہا ہوں۔"
"دیا جا چکا ہے محترم"۔ مالک مکان نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا ابھی ابھی آپ کی آمد سے چند منٹ قبل مکان نمبر ۲۰۴ کو شاہد میاں کرائے پر لے چکے ہیں دراصل زاہد میاں کو پانی میں دھکا دیتے ہی وہ سیدھے یہاں دوڑتے چلے آئے تھے۔

بوڑھا مرد

دادی اماں نے شوق میں آکر بال کٹوا دیئے اور کنگھی سے انہیں سنوار دیا پھر اپنی پوتی کو بلا کر پوچھا "کیا اب بھی تمہاری دادی اماں بوڑھی لگتی ہے؟"
"نہیں" پوتی نے جواب دیا۔ "بوڑھا مرد"۔

فرق صاف ظاہر ہے

ایک خوبصورت شخص جب ریل گاڑی میں اپنی سیٹ پر بیٹھا تو سامنے والی سیٹ کے ہاتھی نما موٹے آدمی نے اس کو گھورنا شروع کر دیا کافی دیر گھورتا رہا۔ آخر کار منحنی شخص سے برداشت نہ ہو سکا، پوچھ ہی لیا کہ آخر کیا بات ہے تم مجھے اتنی دیر سے کیوں گھور رہے ہو"۔
موٹے آدمی نے کہا کہ تمہاری شکل بالکل میری بیوی سے ملتی جلتی ہے صرف مونچھوں کا فرق ہے۔
مگر میری تو مونچھیں ہی نہیں! اس آدمی نے کہا۔
مگر میری بیوی کی تو ہیں! موٹے نے جواب دیا۔

عادت کے علاوہ

دوران سفر ایک شخص نے جیب سے کاغذ نکالا، تمباکو کے ڈبے سے تمباکو نکالی، ایک سگریٹ تیار کیا اور سلگا کر پینے لگا۔
سامنے بیٹھے ہوئے مسافر نے کہا "کیا آپ سگریٹ کا ایک کاغذ عنایت فرمائیں گے؟" اس نے بخوشی ایک کاغذ اسے بھی دے دیا۔
تھوڑی سی تمباکو دے دیجئے۔
تمباکو بھی مل گئی۔
کچھ دیر بعد سگریٹ تیار کر کے اس شخص نے کہا "ماچس"؟
دوسرے نے اس کی طرف ماچس بڑھاتے ہوئے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے پاس عادت کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

کلوروفارم

تقریر خاصی لمبی ہو گئی تھی۔ اسے ختم کرتے ہوئے آخر کار مقرر نے کہا۔ میں زرعی اصلاحات چاہتا ہوں میں فکر کالیات کی اصلاح کا خواہاں ہوں۔ میں تعلیمی اصلاحات چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔
مجمع سے کسی نے نہایت بے زار اور تھکے ہوئے لہجے میں ہانک لگائی "میں کلوروفارم چاہتا ہوں"۔

میاں بیوی ہونے والے داماد کے متعلق باتیں کر رہے تھے، شوہر نے کہا "لڑکا اچھا ہے کھلتی رنگت، اونچا قد، مزاحیہ دار، ناک نقشہ بھی اچھا ہے"۔ بیوی نے کہا "لیکن اس میں ایک خرابی ہے جب ہنستا ہے تو اس کے پیلے پیلے دانت باہر آ جاتے ہیں اور چہرہ برا لگتا ہے۔"
شوہر نے کہا تم خواہ مخواہ پریشان ہوتی ہو اپنی بیٹی سے ذرا اس کی شادی تو ہونے دو پھر اسے ہنسنے کا موقع ملے گا اور نہ پیلے دانت نظر آئیں گے۔"

ایک مسافر نے بڑے تیز و تند لہجے میں ریلوے ماسٹر سے شکایت کی، چالیس منٹ ہو گئے ہیں گاڑی ابھی تک نہیں پہنچی۔
اسٹیشن ماسٹر نے کہا گھبرایئے نہیں پرکٹ چوبیس گھنٹے تک چل سکتا ہے۔

وہ ایک دوسرے کو چاہتے تھے لیکن ان بن ہو گئی، نوجوان نے لڑکی سے کہا میرے تمام وہ خطوط واپس کر دو جو میں تمہیں لکھتا رہا۔
لڑکی نے کہا میں خود انہیں جلا ڈالوں گی۔
نوجوان نے کہا خدارا یہ ظلم نہ کرنا یہ خطوط میں کسی دوست ادیب سے لکھوا کر لایا ہوں یہ کسی اور لڑکی کے لئے کام دیں گے۔

ایک مہم کے دوران سارے مہم جو طوفان باد و باراں کی لپیٹ میں آ گئے کھانے پینے کا سارا سامان ختم ہو گیا اور وہ بھوکے مرنے لگے بالآخر مہم کے لیڈر نے کہا "ساتھیو اب میرا فرض ہے کہ تمہیں فاقہ کشی کی موت سے بچاؤں چنانچہ میں نے طے کیا ہے کہ گولی مار کر اپنے آپ کو ہلاک کر لوں اگر تم نے احتیاط سے میرا گوشت کھایا تو چند ماہ دن بآسانی گزار لو گے۔ ممکن ہے اس دوران میں تم لوگ واپس جانے میں کامیاب ہو جاؤ"۔
اس تقریر کے بعد لیڈر نے ہولسٹر میں سے اپنا پستول نکالا اور کنپٹی پر رکھ لیا۔
"ٹھہرو" ایک مہم جو نے چلا کر کہا "یہ کیا غضب کر رہے ہو!"
لیڈر کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے کم از کم ایک شخص ایسا تھا جو اسے زندہ دیکھنا چاہتا تھا۔
"یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے!" مہم جو نے کہا "اگر تم بھیجہ ضائع کرنے پر کیوں تلے ہو بھیجا تو میری پسندیدہ ڈش ہے۔"

شیطان سے کسی نے پوچھا۔ "تم انسانوں پر مصیبتیں ڈالتے رہتے ہو۔ اب تک سب سے بڑی مصیبت کس پر ڈالی؟"
جواب ملا۔ "ایک عورت پر۔ میں نے اسے سو جوڑے لباس، سو جوڑے جوتے اور میک اپ کی بے شمار اشیاء دے کر ایک ایسے گھر میں بھیج دیا جہاں آئینہ نہیں تھا۔ عورت کا یہ عذاب اس کے لئے دوزخ سے زیادہ وحشت ناک تھا۔"

ایک صاحب اپنی بیوی کو سپرد خاک کرنے کے بعد قبرستان سے گھر واپس آئے۔ ابھی وہ دروازے کا تالا کھول ہی رہے تھے کہ ہوا کے ایک زوردار جھکڑ کی وجہ سے چھجے پر رکھا ہوا گملا ان کے کندھے پر آ گرا۔ کندھے کو سہلاتے ہوئے ان صاحب نے کہا "معلوم ہوتا ہے وہ مجھ سے پہلے ہی گھر واپس پہنچ گئی"

انٹرویو: ممتاز شاعر ممتاز تشنہ سے

تحریر عطاء الحق قاسمی

تشنہ صاحب: آپ یہ بتائیں کہ آپ نے اپنا تخلص تشنہ کیوں رکھا؟
• یہ آپ نے بڑا اچھا سوال پوچھا، جی بات دراصل یہ ہے کہ میرے گاؤں سے سکول کافی دور تھا اور یہ سارا رستہ مجھے پیدل طے کرنا پڑتا تھا سکول پہنچتے پہنچتے پیاس سے برا حال ہو جاتا تھا ادھر سکول میں پانی کا کوئی مناسب بندوبست نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اپنا تخلص تشنہ رکھ دیا۔
• بہت خوب، مگر آپ نے یہ نہیں بتایا کہ تشنہ تخلص رکھنے سے پہلے آپ شعر کہتے تھے یا تخلص رکھنے کے بعد آپ نے شاعری شروع کی؟
• اصل میں تخلص رکھنے کے بعد میں نے سوچا کہ اب شاعری بھی شروع کر دینی چاہیئے کیونکہ آدمی نے تخلص رکھا ہو، مگر شاعری نہ کرے تو اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ وہ ماچس جیب میں رکھتا ہو، لیکن سگریٹ نہ پیتا ہو!
• باقی سوال ہم بعد میں کریں گے، پہلے آپ بتائیں کہ آپ اپنے نیفے میں چاقو وغیرہ تو نہیں رکھتے؟
• صاحب! آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں کوئی اپنے نیفے میں چاقو رکھتا بھی ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دو چار قتل بھی ضرور کرے!
• بس ٹھیک ہے ہماری تسلی ہو گئی، اب آپ یہ بتائیں کہ تخلص کے علاوہ کون سے محرکات تھے جنہوں نے آپ کو شاعری کی طرف راغب کیا؟
• یہ دراصل میرا ادبی ماحول تھا جو مجھے ورثے میں ملا۔ میرے والد محترم بہت پائے کے شاعر تھے بنیادی طور پر قوالی ان کا پیشہ نہیں تھا، صرف اپنے کلام کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ چنانچہ انہیں بہت دور دور سے بلایا جاتا تھا خصوصاً عرسوں وغیرہ کے موقع پر ان کی مانگ بہت بڑھ جاتی تھی۔ میں ان دوروں میں ان کے ساتھ ہوتا اور سٹیج پر والد صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے ان کے احباب کے ساتھ مل کر تالی بجایا کرتا تھا۔ میرے ادبی کیریئر کا آغاز یہیں سے ہوا!
• ماشاء اللہ، کیا آپ ہمیں یہ بتانا پسند کریں گے کہ اتنے زبردست ادبی آغاز اور پھر ادب میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے باوجود آپ کو مشاعروں میں کیوں نہیں بلایا جاتا۔
• صاحب بڑی سیدھی سی بات ہے کہ میں گوشہ نشین آدمی ہوں، اگر کوئی محبت سے کسی شادی بیاہ کی تقریب میں بلائے تو وہاں سہرا پڑھ دیتا ہوں، ایک وقت تھا جب آواز بھی اچھی تھی۔ اس وقت ذرا چار پیسے زیادہ مل جاتے تھے، مگر خدا کا شکر ہے کہ اب بھی لوگ قدر کرتے ہیں۔ ممتاز عالم جنتری والے مجھ سے میرا کلام فرمائش کر کے لے جاتے ہیں اور بڑے اہتمام سے جنتری شائع کرتے ہیں باقی رہا مشاعروں کا مسئلہ تو مجھے متعدد بار ان مشاعروں میں شرکت کا دعوت نامہ اخبار کے کالم اطلاعات و اعلانات کے ذریعے موصول ہوا، مگر صاحب، مشاعروں میں آج کل جس طرح کی اوٹ پٹانگ چیزیں پڑھی جاتی ہیں، وہاں ثقہ شاعروں کو کون پوچھتا ہے۔ چنانچہ ان مشاعروں میں سٹیج سیکرٹری کو کتنی ہی چٹیں موصول ہوئیں کہ خوش قسمتی سے اس وقت ممتاز شاعر ممتاز تشنہ صاحب ہال میں موجود ہیں، انہیں بھی زحمت کلام دی جائے، مگر سٹیج سیکرٹری ان چٹوں کو اپنے زانو تلے دبا کر بیٹھ گئے ان کا خیال تھا کہ شاید یہ چٹیں ہینڈ رائٹنگ بدل بدل کر میں خود لکھ رہا ہوں، اب آپ فرمایئے! میں اس قسم کی نفلوں میں اپنا کلام کیونکر سنا سکتا ہوں۔ جن کے سٹیج سیکرٹری سخن فہم ہونے سے زیادہ ہینڈ رائٹنگ ایکسپرٹ ہونے کے دعویدار ہوں!
• یہ تو واقعی بہت افسوسناک صورتحال ہے مگر تشنہ صاحب ایک مشاعرے کی روداد میں نے پڑھی تھی جس میں کچھ ہلڑ بازی بھی ہوئی تھی، اس میں آپ کا ذکر بھی آیا تھا، وہ قصہ کیا تھا؟
• وہ جناب معاملہ یوں ہے کہ مجھے اس مشاعرے کا دعوت نامہ بھی "اطلاعات و اعلانات" والے کالم ہی کے ذریعے موصول ہوا تھا۔ میں نے سوچا مشاعرے کے نوجوان منتظمین کی دل شکنی ٹھیک نہیں، سو میں وہاں چلا گیا۔ چنانچہ مشاعرہ شروع ہونے سے پہلے ہی منتظمین سے ملا اپنا تعارف کرایا اور کہا آپ نے یاد فرمایا تھا، حاضر ہو گیا ہوں۔ بڑے سعادت مند نوجوان تھے انہوں نے بڑی تکریم کی اور کہا آپ کا کرم آپ تشریف لائے بڑی مہربانی سامعین کی صفوں میں تشریف رکھیں۔ دراصل وہ جانتے تھے کہ میں خود نمائی سے کوسوں دور ہوں۔ شاعروں کے ساتھ سٹیج پر بیٹھنا مجھے کبھی اچھا نہیں لگا۔ مگر صاحب ہوا یوں کہ آدھا مشاعرہ گزر گیا۔ مگر انہوں نے میرا نام نہیں پکارا لیکن جب انہیں تین چار چٹیں اس مضمون کی موصول ہوئیں کہ خوش قسمتی سے اس وقت ممتاز شاعر ممتاز تشنہ صاحب بھی ہال میں موجود ہیں انہیں زحمت کلام دی جائے تو وہ بہت پشیمان ہوئے چنانچہ مجھے فوراً سٹیج پر بلایا۔ میں نے جب وہاں اپنی مشہور غزل کا یہ مطلع پڑھا۔
دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
تو ہال میں سے اتنی داد موصول ہوئی کہ لگا جیسے ہنگامہ ہو گیا ہے ایک مداح تو سٹیج پر چڑھ آیا اور اس نے مجھے گلے لگانے کے لئے اپنے بازو میرے بازوؤں میں اور اپنی ٹانگیں میری ٹانگوں میں اس طرح پیوست کیں کہ میں توازن برقرار نہ رکھ سکا اور سٹیج سے نیچے جا گرا، لوگ اظہار عقیدت کے طور پر سیٹیاں بجا رہے تھے اور کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ وہاں لوگوں نے برملا کہا کہ تمام شاعروں پر غالب آ گیا ہوں۔ یہ تھا وہ واقعہ جسے اخبار کے ڈائری نویس نے ہلڑ بازی کا نام دیا اور میرے مشاعرے پر غالب آنے کے برملا اعتراف کو اس ڈائری نویس نے غالب سے جا ملایا۔
• تشنہ صاحب! سنا ہے طبیعت کے بغیر شاعری نہیں ہوتی، کیا آپ بھی کبھی اس تجربے سے گزرے ہیں؟
• صاحب! یہ آپ نے کیا سوال کر دیا جوانی یاد آ گئی ہے اس موضوع پر تو میرا یہ شعر بھی بہت مشہور ہے
داور حشر میرا نامہ اعمال نہ دیکھ
اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں
• میں اس گستاخی کی معافی چاہتا ہوں، مگر کیا یہ شعر ڈاکٹر تاثیر کا نہیں؟
• بندہ پرور آپ کیسی باتیں کرتے ہیں اس شعر کا ذکر اس کی تاثیر کے حوالے سے ہو رہا ہے آپ نے اسے ڈاکٹر تاثیر کے کھاتے میں ڈال دیا، بہت افسوس کی بات ہے!
• اب ایک آخری سوال! آپ نے اپنے لیٹر پیڈ پر "ممتاز شاعر ممتاز تشنہ" لکھوایا ہے یہ جو آپ کے نام میں دو دفعہ لفظ "ممتاز" آیا ہے تو کیا یہ اسی طرح ہے جس طرح امجد اسلام امجد کے نام میں دو دفعہ امجد آتا ہے؟
صاحب! آپ بھی بڑے بذلہ سنج ہیں، "ممتاز شاعر" تو مجھے لوگ لکھتے ہیں، تشنہ میرا تخلص ہے۔ والدین نے میرا نام کچھ اور رکھا تھا مگر میں نے اپنے لئے ممتاز کو پسند کیا اور یوں لوگ مجھے ممتاز شاعر ممتاز تشنہ کہتے ہیں۔
• آپ نے ابھی کہا ہے کہ آپ نے اپنے لئے ممتاز کو پسند کیا، کیا ممتاز بھی آپ کو پسند کرتی ہے؟ نیز یہ کہ فلمی دنیا سے بھی آپ کا کوئی تعلق ہے؟
• جی ممتاز صاحبہ سے تو میں بس دلی رکھتا ہوں اور فلمی دنیا سے تو بس تھوڑا بہت تعلق ہے پچھلے دنوں آپ نے فلم "جوانی" میں قوالی کا ایک منظر دیکھا ہو گا، اس منظر میں یہ خادم بھی موجود تھا، اخبارات نے میرے کام کی بہت تعریف کی تھی۔

خدا کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کا خیر خواہ ہو (نبی کریمؐ)

MONTHLY AAWAZ

ماہنامہ آواز
اسکاربرو، کینیڈا

پبلشر: ظہیر مودی
ایڈیٹر: سہیل اختر

۴۸۷

اپنا تو کام ہے کہ جلاتے چلو چراغ
رستے میں خواہ دوست کہ دشمن کا گھر ملے

مغرب پرستی کا طوفان

ہم اپنے خیالات، افکار، اعمال اور طرز زندگی کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم مغرب پرستی میں کس حد تک ڈوبے ہوئے ہیں۔ مسلمانانِ پاکستان نظام اسلام کے دلفریب نعرے اور وعدے ہم ہر سال سے سنتے آ رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے ہمیں اسلام سے عزت دی ہے، لیکن آج شاید ہماری عزتوں کے پیمانے بدل گئے ہیں۔ آج ہم میں ہر کوئی ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی دولت کی اندھی دوڑ میں آگے نکلنا چاہتا ہے جھوٹی عزت اور عیش و عشرت کا تصور راسخ ہو گیا ہے۔ اور اس کے لئے جھوٹ اور اقدار کا خون بھی کرنا پڑے تو گوارا ہے۔

یہ دین اسلام سے ناآشنائی اور اس کی حقیقت سے روگردانی اور بے خبری کا نتیجہ ہے یہ بگاڑ ہماری زندگی میں اس لئے در آیا ہے کہ ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا احساس ہی نہیں۔ اسی خیال اور احساس کا نتیجہ ہے کہ دینی اعمال و اشغال زندگی سے نکل رہے ہیں اور جو بیچارے اللہ کے ماحول ہیں اسلام کی تعلیمات پر کاربند ہیں وہ ہم اہل دنیا کے نزدیک پاگل ہیں۔ اس پر طرہ یہ زبانی جمع خرچ ہیں اسلام ہی اسلام ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ روز بروز اسلام سے بے رغبتی، آخرت سے بے فکری، اخلاقی گراوٹ، قتل و غارت اور دیگر غیر اسلامی و ناشائستہ حرکات کا برابر اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ شعائر اسلام کا برملا مضحکہ اڑایا جا رہا ہے مغربوں کی معاشرت ان کی نقل و حرکت کو اپنانا باعث فخر و مباہات اور قابل عزت سمجھا جاتا ہے۔ ایسے اسلام سے خدا ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ اور اس اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لے کر تشریف لائے اور جس پر صحابہ کرامؓ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین چلے اور کامیابی و عزت سے سرفراز ہوئے۔ یہی طریقہ ہمارے لئے کامیابی کی ضمانت ہے۔

دفتر اسلام

خفصۃ المرکینہ
اندلس کی آتش نوا مقررہ جس نے مسلمانوں میں جہاد کی روح پھونک دی

تحریر: نیلوفر

اندلس کے صوبہ اشبیلیہ کے گلی کوچوں میں بے گناہ مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا گھر اور کھیت جل رہے تھے عورتوں اور بچوں کی آہ و بکا سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی ہر طرف ایک کہرام مچا تھا۔ ظالموں نے عورتوں اور بچوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ صرف اشبیلیہ بلکہ سولیس سے درہ اور بجا کے شہر بھی عیسائیوں کی بربریت کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ جب اس قتل و غارت اور لوٹ مار کی خبر دارالخلافہ پہنچی تو اس نڈر اور بے باک خاتون کے لئے گھر میں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ اس نے فوراً ایک جلسہ منعقد کیا جس میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی۔ اس جلسے میں اس نے نہایت پرجوش تقریر کی جس نے لوگوں میں بے پناہ جوش و خروش پیدا کر دیا۔ ہر شخص جہاد کے لئے سربکف ہو گیا اس کے بعد اس خاتون نے اندلس کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کیا اور اپنی جوشیلی تقریروں سے عوام کے جذبہ جہاد کو بیدار کیا۔ یہاں تک کہ پورا اندلس "الجہاد الجہاد" کے نعروں سے گونج اٹھا۔

ان دنوں خلیفہ وقت ابو یوسف منصور باللہ مراکش میں مقیم تھا۔ اس نیک دل خاتون نے خلیفہ وقت کی خدمت میں ایک خط روانہ کیا۔ جس کا لب لباب یہ تھا کہ خلیفہ کی سلطنت کی حدود میں جو بھی ظلم یا زیادتی ہوگی۔ خلیفہ خدا کے حضور اس کا جواب دہ ہے اور اسے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ وہ رعایا کی جان و مال کی حفاظت کرے اس خط میں اس نے خلیفہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ "کیا بدنصیب اور مظلوم مسلمانوں کی چیخ و پکار آپ کے کانوں تک ابھی نہیں پہنچی"۔ یہ خط پڑھتے ہی ابو یوسف بے چین و مضطرب ہو گیا۔ اس نے گورنر کو ایک زبردست فوج تیار کرنے کا حکم دیا۔ اندلس کے مسلمانوں میں وہ خاتون جسے تاریخ حفصۃ المرکینہ کے نام سے جانتی ہے پہلے ہی جہاد کی روح پھونک چکی تھی۔ ہر شخص شوق شہادت سے سرشار تھا۔ سرکاری طور پر یہ اسلامی فوج کی تیاری کا حکم سنتے ہی لوگ جوق در جوق لشکر میں شامل ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک لشکر جرار تیار ہو گیا۔ زبردست جنگ ہوئی اور بڑی خونریزی کے بعد عیسائیوں کو عبرت ناک شکست ہوئی۔

فتح کی خوشخبری سنتے ہی ابو یوسف نے حفصۃ المرکینہ کو خط لکھا کہ "عیسائیوں کو شکست دے کر مسلمانوں نے بے گناہوں کے خون کا بدلہ لے کر اپنی ملی غیرت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ اب آپ کے درد مند اور بے چین دل کو بھی قرار آ گیا ہوگا"۔

حفصۃ المرکینہ اپنے عہد کی بے نظیر خطیبہ اور آتش نوا مقررہ تھی۔ اس کی شہرت، ناموری اور بے پناہ ہردلعزیزی کا باعث رہی۔ اس کا زمانہ خطابت تھا۔ پورے اندلس میں فصاحت و بلاغت میں کوئی اس کا ہمسر و ہم پایہ نہ تھا۔

ازدواجی چٹکلے

- اس نے خاتون لائبریرین سے پوچھا "آپ کے پاس "مرد۔ گھر کا حکم" نامی کتاب ہے!"
"یہ کتاب جو تی ہے۔۔۔۔" لائبریرین نے جواب دیا۔ "تو یقیناً فکشن والے شعبے میں ہو سکتی ہے"۔
- اس نے کھانے کی میز پر بڑے لاڈ سے پوچھا: "ڈارلنگ اگر میں ایسا ہی کھانا تمہیں روزانہ کھلاؤں ۔۔۔۔ تو تجھے کیا ملے گا؟"
"میری لائف انشورنس" شوہر نے جواب دیا۔
- بیوی نے اسے افسردہ لہجے میں بتایا۔ "میں نے تمہارے لئے جو گوشت پکا رکھا تھا۔ وہ میرا کتا کھا گیا ہے۔"
"اوہو" شوہر نے جواب دیا۔ "گھبراؤ مت میں تمہارے لئے دوسرا کتا لیتا آؤں گا"۔
- اس نے انتہائی غصیلے لہجے میں پوچھا۔ "کیا بدتمیزی ہے، تم نے مسز جونسن کے ہاں میری گفتگو کے دوران سات بار جماہی کیوں لی تھی"۔
"میری جانی ہرگز نہیں لی" شوہر نے مودبانہ لہجے میں گذارش کی "دراصل میں تو ہر بار کوئی بات کرنا چاہتا تھا۔"
- ایک ڈاکٹر نے شوہر کے لئے سکون اور آرام تجویز کیا اور اس کے ساتھ ساتھ بے ہوشی کی دوا بھی دے دی۔۔ یاد رہے کہ یہ دوا شوہر کے لئے نہیں تھی۔
- شادی کی گولڈن جوبلی (پچاسویں) سالگرہ کے موقع پر بیوی نے کہا: "ہمیں یہ دن خصوصی انداز میں منانا چاہیے"۔
- وہ اپنی بیوی کی ہر دلیل اور منطق کو تسلیم کر لیتا ہے۔ آخر ایک لفظ بول کر کم از کم ایک ہزار الفاظ سننے سے کیا حاصل؟
"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو" شوہر نے جواب دیا۔ "تو آؤ ہم ۔۔۔ دو منٹ کیلئے خاموشی اختیار کریں"۔
- اس نے اپنے باس کو فون پر مطلع کیا کہ وہ دفتر نہ آ سکے گا۔ کیونکہ اس کی بیوی بازو تڑوا بیٹھی ہے اپنا نہیں ۔۔۔۔ خود اس کا۔
- بیوی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ "کاش میں نے اپنی ماں کا کہنا مان لیا ہوتا۔ جس نے تمہارے ساتھ میری شادی کی شدت سے مخالفت کی تھی"۔
"اوہ میرے خدا" شوہر نے جواب دیا "میں بھی کس قدر احمق تھا۔ اپنی خیر خواہ ساس کی بھی کوئی قدر نہ کی ۔۔۔۔"
- وہ ایک ایسے شخص سے شادی کی خواہشمند ہے جو انتہائی عیاری سے دولت جمع کر سکے اور انتہائی حماقت کے ساتھ اس پر خرچ کرتا چلا جائے۔
- بیٹی نے شادی کی ایک پیشکش کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ کی وجہ بتائی "ڈیڈ ۔۔۔ میں ممی سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔"
باپ نے فوراً جواب دیا "تو براہ کرم اسے بھی اپنے ساتھ ہی لے جاؤ"۔
- جب وہ کسی تجارتی دورے پر روانہ ہوتا ہے تو اس کی بیوی کہتی ہے "مجھے لکھتے رہنا ۔۔۔ بے شک وہ محض چیک ہی کیوں نہ ہو"۔
- آخری بار جب بیوی نے "ہاں" کا لفظ کہا ۔۔۔ وہ موقع تھا جب شوہر نے اسے شادی کی پیشکش کی تھی۔
- شادی سے پہلے وہ دہریہ تھا۔ اور دوزخ کے تصور پر یقین نہ رکھتا تھا مگر اب اسے معلوم ہو چکا ہے کہ اس کا موقف غلط تھا۔
- اس نے ایک کتاب خریدی "گھر میں حکمرانی کیجئے"۔
مگر افسوس ۔۔۔ اسے اب تک اپنی بیوی کی جانب سے اس کتاب کے مطالعے کی اجازت نہیں مل سکی۔

بیگم کی ڈائری

- تھرماس میں بدبو دور کرنے کے لئے ایک پیالی سرکہ ڈال کر ہلائی جائے بعد میں ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالیں۔
- ٹماٹر تھوڑی سخت سے کاٹنے سے اس کا رس ضائع نہ ہوگا۔
- ابلے ہوئے انڈے کا چھلکا اتارنے کے لئے اس کے پانی میں نمک ڈال دیں۔
- لیموں کا رس ٹھنڈے پانی میں ڈال کر دانت صاف کرنے سے ان پر جمی ہوئی سختی اتر جاتی ہے
- تارپین کے تیل سے چمڑے کے سینڈل کا میل دھبہ دور ہو جاتا ہے۔
- روزانہ استعمال کے کپڑے دھوتے وقت لیموں کا عرق شامل کرنے سے سارا میل دور ہو جاتا ہے
- چقندر کے پھول بنانے کے لئے اچھے چقندر لے کر تیز چاقو کی مدد سے اس طرح کاٹیں کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہونے پائیں۔ اب ان کو برف ٹھنڈے پانی میں ڈال دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھیل کر بالکل پھول معلوم ہونے لگیں گے۔
- اگر زیتون کے تیل میں یا سلاد کے تیل میں جھاگ پیدا ہو جائے تو بوتل کو گرم پانی میں رکھ دیں جھاگ دور ہو جائے گا۔
- کوئلوں کا برادہ گلدان میں ڈال کر اوپر پانی ڈال دیں تو اس میں جو گلدستہ لگایا جائے گا وہ ایک ہفتے تک تازہ رہے گا۔
- سیاہ بوٹ پالش میں تھوڑا سا سرکہ ملا دیا جائے تو بوٹوں پر خوب چمک آ جاتی ہے۔
- چاول کو ابالتے وقت ان میں ایک چمچ لیموں کا رس ڈالنے سے ان کی رنگت صاف اور چاول خوشبودار ہو جاتے ہیں۔
- ٹھنڈے پانی میں لیموں نچوڑ کر اس میں باسی سبزی ایک گھنٹے تک بھگونے سے سبزی تر و تازہ ہو جاتی ہے۔
- دودھ میں منگوا ڈبے کا آٹا تھوڑا سا ملا کر ابالنے سے بالائی بکثرت اترتی ہے۔
- پودوں کے گملوں میں ٹھنڈی چائے چھڑک دی جائے تو مٹی میں کیڑے نہیں پڑتے ہیں۔
- چوہوں کے بل پر سیاہ مرچ چھڑک دی جائے تو چوہے بھاگ جاتے ہیں۔

ایک علمی لطیفہ

مولانا سعید احمد اکبرآبادی نے "مسلمانوں کے عروج و زوال" نامی کتاب میں ایک علمی لطیفہ درج کیا ہے اور وہ یہ کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کو ایک مرتبہ مسلمانان ہند کے محسن سر سید احمد خان نے لکھا:

"حضرت، دین کی کوئی بات عقل کے خلاف نہیں ہونی چاہیئے"

مولانا نے جواب دیا۔ "آپ نے الٹا کر دیا، اصل بات یہ ہے کہ عقل کی کوئی بات دین کے خلاف نہیں ہونی چاہیئے"۔

مرسلہ: اقبال یوسف کراچی

انعام جفا

عورتوں کے حقوق پر بین الاقوامی مباحثہ تھا۔ اکثر خواتین سماجی ماہرین کا خیال تھا کہ تولید اور بچوں کی تعداد عورتوں کی آزادی کو پامال کر دیتی ہے۔ جب تہذیب انسانی کی علمبردار مشہور آفاق دانشور خاتون مارگریٹ میڈ کی باری آئی تو انہوں نے کہا "بار بار یہی کہا جا رہا ہے کہ عورتیں کم بچے ہونے سے اپنی آزادی کو پا لیں گی لیکن یہ کیوں نہیں سوچا جاتا کہ اس طرح مرد اور بھی زیادہ آزاد ہو جائیں گے جو زیادہ تر صرف اپنے بچوں کی کفالت کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ اگر بچے کم ہوں گے تو ان کا بوجھ بھی کم ہو جائے گا"۔

★★★

بچوں کی دنیا

مرتبہ
شائستہ خاں
ٹورانٹو





۱۔ ذرا بتایئے پاکستان کا سب سے بڑا
سول اعزاز کون سا ہے؟
۲۔ پاکستان کا رقبہ کے لحاظ سے سب
سے بڑا صوبہ کون سا ہے؟
۳۔ پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے
سب سے بڑا صوبہ کون سا ہے؟
۴۔ پاکستان کی کرکٹ ٹیم کا سب سے پہلا
کپتان کون سا تھا؟
۵۔ پاکستان میں سب سے پہلا
سفارت خانہ کس ملک نے قائم کیا؟
۶۔ پاکستان کا قومی پرچم کس نے
تیار کیا؟
۷۔ یادگار پاکستان کس شہر
میں ہے؟
۸۔ پاکستان کا گرم ترین مقام کس
شہر میں ہے؟
۹۔ یادگار پاکستان کا نقشہ کس نے
تیار کیا؟
۱۰۔ پاکستان کا وہ کون سا سربراہ ہے جو
اپنی سالگرہ کے دن فوت ہوا؟
۱۱۔ پاکستان کے قومی ترانے کی کس نے
موسیقی دی؟
۱۲۔ پاکستان کا سب سے بڑا اور لمبا
دریا کون سا ہے؟ اور اس کی لمبائی کتنی
ہے؟
۱۳۔ پاکستان کی سب سے بڑی لائبریری
کون سی ہے؟
۱۴۔ پاکستان کا سب سے بڑا پلیٹ فارم
کون سا ہے؟
۱۵۔ پاکستان کی سب سے لمبی سرنگ
کون سی ہے اور اس کی لمبائی کتنی ہے؟
۱۶۔ پاکستان کی سب سے پہلی خاتون سفیر
کون سی ہے۔
۱۷۔ پاکستان کی سب سے پہلی انجنیئر خاتون
کون سی ہے۔
۱۸۔ پاکستان کی سب سے پہلی ہوا باز
خاتون کون سی ہے۔

جوابات

۱۔ نشان پاکستان (۲) بلوچستان (۳) پنجاب (۴) میاں محمد سعید (۵) برطانیہ نے (۶) امیر الدین قدوائی (۷) لاہور (۸) جیکب آباد (۹) مرلزغا (۱۰) سکندر مرزا (۱۱) مسٹر احمد علی (۱۲) دریائے سندھ ۱۹۰۰ میل (۱۳) پنجاب پبلک لائبریری (۱۴) کوٹری (۱۵) کھوجک ۲½ میل (۱۶) رعنا لیاقت علی خان (۱۷) آصفہ عالم (۱۸) شکریہ خانم

اے وطن کی سرزمیں

سید سجاد حیدر رزمی

تیرے پھول بھی حسیں تیری خاک بھی حسیں
اے وطن کی سرزمیں اے وطن کی سرزمیں

یہ بلند کوہسار یہ جمیل وادیاں!
تیری وسعتوں میں گم کتنے بحر بیکراں
چومتا ہے آسماں تیری زلف اں زمیں
اے وطن کی سرزمیں اے وطن کی سرزمیں

تیری گود میں سکوں ماں کی گود کا ملا
روح کو خوشی ملی دل کو آسرا ملا
تیرا لطف جانفزا تیرا پیار دل نشیں!
اے وطن کی سرزمیں اے وطن کی سرزمیں

تیری دل کشی ہمیں جان سے عزیز ہے
کائنات کی قسم تو عجیب چیز ہے
تجھ سا اس جہاں میں کوئی دوسرا نہیں
اے وطن کی سرزمیں اے وطن کی سرزمیں

تیرے سائے میں لجے تیری گود میں پلے
دل گداز ولولے تابناک حوصلے
عزم اور عقلیں، اعتماد اور یقیں
اے وطن کی سرزمیں اے وطن کی سرزمیں

لاوارث بکری

کو چرتے دیکھ کر ایک شخص نے اس کے کان پکڑے اور گھر لے جا کر ذبح کر ڈالا، اس کا گوشت تو حاجتمندوں میں تقسیم کر دیا اور کھال رکھ لی۔

اس کا ایک دوست اس کارروائی کو تعجب سے دیکھ رہا تھا۔ آخر میں پوچھا "چوری کی بکری کا گوشت صدقے میں دے دینے سے تجھے کیا فائدہ پہنچا؟"

اس نے جواب دیا "چوری کا گناہ اور صدقے کا ثواب برابر ہو گئے، اور بکری کی یہ کھال مجھے منافع میں مل گئی۔"

ایک

پہلوان غصے میں بھرا ہوا منہ سے جھاگ نکال رہا تھا۔ سامنے سے شیخ سعدیؒ گزرے، پوچھا "یہ شخص ناراض کیوں ہے؟"

کسی نے جواب دیا "پہلوان کو ایک شخص کوئی تلخ بات کہہ کر چلا گیا ہے۔"

شیخ سعدیؒ نے افسوس سے کہا "پہلوان! مجھ پر افسوس کرنے کو جی چاہتا ہے کہ تو دس من کا پتھر تو آسانی اٹھا لیتا ہے لیکن ایک بات اٹھانے کی تاب نہیں رکھتا۔"

دلچسپ و عجیب

خوفناک روشن مچھلی

امریکہ کے ساحلی سمندروں کے گہرے پانی میں ایک خوفناک مچھلی پائی جاتی ہے جس کا سر اژدھے کی مانند ہوتا ہے اور دونوں جبڑوں میں تلوار کی قسم کے دانت ہوتے ہیں اس کی آنکھیں موٹر گاڑیوں کی ہیڈلائٹس کی مانند ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے سبز زرد اور دودھیا روشنی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں۔

(عطیہ ناہید، سیالکوٹ)

قبر میں گھر

بلجیم کے ایک قبرستان میں جب ایک مردے کو دفن کرنے کے لئے قبر کھودی گئی تو لوگ حیران رہ گئے کہ قبر میں ایک شخص نے باقاعدہ سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ قبر بند لگا ہوا کتبہ دراصل اس گھر کا دروازہ تھا۔ اس شخص نے زیر زمین تین کمرے بنا رکھے تھے۔ اور تمام سہولتیں فراہم تھیں۔ یہ شخص چور تھا۔ وہ موم بتی چرا کر ان کی بتیوں سے اپنے اس گھر میں روشنی کیا کرتا تھا۔ وہ یہاں دو سال سے رہ رہا تھا۔

دنیا کی سب سے پہلی انسائیکلوپیڈیا

دنیا کی سب سے پہلی انسائیکلوپیڈیا مسلمانوں کی ایک خفیہ جماعت نے دسویں صدی عیسوی میں مرتب کی۔ یہ جماعت خفیہ اس لیے تھی کہ اس زمانے میں بعض سیاسی مصلحتوں کی بنا پر فلسفیوں اور سائنسدانوں وغیرہ کو شک کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے علمی مشاغل خفیہ طور پر جاری رکھنے پر مجبور ہو گئے۔ اس خفیہ جماعت نے یہ انسائیکلوپیڈیا مرتب کی۔ اس کا نام "اخوان الصفا" تھا۔ اس جماعت نے دار الخلافہ بغداد سے دور بصرہ کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا تھا۔

آنسو

فوزیہ مقبول

ایک لڑکا تھا اس کا نام تھا ناصر۔ وہ ہر بات کی بات مانتا تھا۔ ماں کی بہت نافرمانی کرتا تھا۔

ایک دفعہ اس کی امی نے کہا۔ "ناصر بیٹا! ذرا دکان سے مجھے سبزی لا دو۔" لیکن ناصر نے کہا۔ "امی میں نہیں لاؤں گا۔ کسی اور سے منگوا لیں... میں کھیلنے جا رہا ہوں۔" یہ کہہ کر ناصر دوستوں کے ساتھ گلی میں کھیلنے چلا گیا۔ کھیلتے کھیلتے ناصر کو اتنی زبردست چوٹ لگی کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ ڈاکٹر نے زخم پر مرہم اور پٹی باندھ دی۔

ناصر جب ہوش میں آیا تو امی کے پاؤں پکڑ کر معافی مانگنے لگا کیونکہ اس کو کتنی دیر سے اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ امی کی بات نہیں ماننے کی وجہ سے اس کو چوٹ لگی ہے۔ وہ ماں کے قدموں پر گرا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔

"امی اب میں ہمیشہ آپ کی بات مانوں گا۔"

وہ رو رہا تھا۔ اور اس کی امی بھی رو رہی تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبد...شمس

یمن مکہ کے جنوب مغرب میں ایک چھوٹا سا ملک یمن ہے۔ اب سے کئی سو سال پہلے یمن کے ایک مشہور خاندان "دوس" میں سیسٹر کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ گھر والوں نے اس بچے کا نام عبد شمس رکھا۔ جس کے معنی ہوتے ہیں "سورج کا بندہ"

جب شمس کچھ بڑے ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ گھر میں کھانے پینے کی تکلیف ہے۔ ایک دن انہوں نے اپنی ماں سے کہا۔ "پیاری امی! میں نوکری کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ سب کو آرام پہنچا سکوں۔" ماں نے بچے کی پیشانی چوم کر کہا۔ "بیٹے ابھی تو چھوٹے ہو بھلا اس عمر میں تجھے نوکری کہاں ملے گی۔" عبد شمس نے اپنی امی سے اجازت حاصل کر ہی لی۔ اور اتفاق سے انہیں امیر گھرانے کی ایک لڑکی بسرہ کے ہاں نوکری مل گئی۔ اب ان کے گھر والے آرام کی زندگی گزارنے لگے۔ تھوڑے دن بعد عبد شمس یمن والوں کے ایک قافلے کے ساتھ مدینے چلے گئے اور آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔ عبد شمس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اب عبد شمس دین و دنیا کے سب سے بڑے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینے میں رہنے لگے۔ انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑی محبت تھی وہ ایک لمحے کیلئے بھی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ عبد شمس نے ایک بلی پال رکھی تھی۔ وہ جہاں جاتے اس بلی کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ان کا بلی سے اتنا زیادہ لگاؤ دیکھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ابوہریرہ کے لقب سے یاد فرمانے لگے۔ پھر یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ لوگ ان کا اصلی نام بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دماغ کو اتنا طاقتور بنایا تھا کہ جس بات کو یاد کر لیتے پھر اس کو نہ بھولتے۔ انہوں نے پانچ ہزار تین سو چوہتر حدیثیں بیان کیں جو سب انہیں زبانی یاد تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی امی کی بہت عزت کرتے تھے۔ وہ حج میں صرف اس لئے شریک نہ ہو سکے کہ ان کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کی امی کو خدانخواستہ کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ آپ سچ بات کہنے میں بے انتہا دلیر اور نڈر تھے۔ آخر عمر میں ۷۸ برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح پاک پر اپنی بیشمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

والدین کے سامنے کلمہ اف بھی نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو، ان سے ادب سے بات کرو۔ ان کے سامنے اپنے رحمت و شفقت کے بازوؤں کو پست کرو۔
(قرآن حکیم)

خواتین

ترتیب: رفعت جاوید

عورت دلوں کی حکمرانی سے ملکوں کی حکمرانی تک

٭ عورت تصویر کائنات کے رنگوں میں سب سے گہرا رنگ۔

٭ عورت جو چراغ خانہ بھی ہے اور شمع محفل بھی۔

٭ رزم میں بھی مردانہ وار بہادری کے جوہر دکھاتی رہی ہے اور بزم بھی اس کے جلووں سے منور رہی ہے۔

٭ سوال یہ نہیں ہے کہ عورت کیا ہے، بات یہ ہے کہ عورت کیا نہیں ہے۔

ایک وقت تھا کہ عورت کو ناقص العقل کہا جاتا تھا اور اب ایک وقت ہے کہ عورت کو عقل کل سمجھا جاتا ہے۔

٭ مسائل کی جڑ بھی عورت ہی رہی ہے اور مسائل کا حل بھی عورت ہی نکالتی ہے۔

٭ کہیں یہ دور قدیم میں نور جہاں بن کر ابھری ہے اور اقتدار کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھاتی رہی ہے اور کہیں یہ دور جدید میں مسز مارگریٹ تھیچر بن کر سامنے آئی ہے۔ اور سیاست کے ایوانوں میں اپنا سکہ منوا لیا ہے۔

٭ عورت جو ماں بھی ہے، بہن بھی ہے بیٹی بھی ہے اور بیوی بھی۔

٭ مسز اندرا گاندھی نے اپنے جواں مرگ بیٹے سنجے گاندھی کی زخم زخم لاش پر آنسو نہیں بہائے، انہوں نے ماں بن کر نہیں بلکہ ایک مضبوط ارادے اور جذبوں پر قابو پانے والی عورت بن کر لوگوں سے کہا کہ "صبر کریں" بلاشبہ یہ بڑے حوصلے کی بات تھی۔

٭ صبر اور حوصلے کی بات چلے گی تو نہ جانے کہاں تک پہنچے۔ کہنا یہ ہے کہ تاریخ کے ہر ہر موڑ پر اور ہر ہر مرحلے پہ عورت نے اپنی عظمتوں اور رفعتوں کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

٭ عورت کے بنائے ہوئے قانون اس کے وجود کی طرح نازک نہیں ہوتے وہ زندگی کے جس شعبے میں بھی جس پیشے میں بھی ہے اعلیٰ کارکردگی اور ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے نبھا رہی ہے اس کی ایک چھوٹی سی مثال دفاتر میں کام کرنے والی پرائیویٹ سیکرٹری کی ہے، اور خود ان اداروں کے سربراہوں کا کہنا ہے کہ خواتین جتنی جانفشانی اور ذمہ داری سے کام کرتی ہیں ان کا تناسب مردوں سے زیادہ ہے۔

ثابت نے ثابت کر دکھایا ہے کہ ان کی حکومت ایک چھوٹے سے ٹکڑے "دل" پہ ہی نہیں بلکہ اگر وہ چاہیں تو کروڑوں انسانوں اور لاکھوں مربع میل علاقہ پر بھی حکمرانی کر سکتی ہیں۔ قدرت نے انہیں ہر طرح کی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ رضیہ سلطانہ، چاند بی بی، جھانسی کی رانی، زبیدہ اس کی روشن مثالیں ہیں۔

گولڈا میئر، بندرا نائیکے، اندرا گاندھی اور مسز تھیچر نے صرف دلوں پر نہیں حکومتوں میں بھی اثر منوایا۔ اندرا گاندھی اور مسز تھیچر تو آج بھی اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔

نور جہاں کے بارے میں اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تو جہانگیر کے دل کے راستے حکمرانی کے تخت تک پہنچی۔ واقعی اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جہانگیر نے ایک تقریب میں ۱۶۱۱ء

ایک دلچسپ جائزہ

میں دیکھا اور اس پر فریفتہ ہو گیا لہٰذا نور جہاں کا یہ اثر جہانگیر کی اس سے والہانہ محبت تھی۔

لیکن تاریخ کا ایک طالب علم اس وقت ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے، جب وہ بیسویں صدی کی حکمران عورتوں گولڈا میئر، بندرا نائیکے، اندرا گاندھی اور مسز تھیچر کے حالات و واقعات کا مطالعہ کرتا ہے ان میں سے کوئی ایک خاتون بھی نور جہاں کی طرح حکمران نہیں بنی، بلکہ دلچسپ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ مردوں ہی کے ووٹوں سے منتخب ہو کر اس مقام تک پہنچیں۔ وہی مرد جو عورت کو "ناقص" ہونے کا طعنہ دیتے آئے ہیں۔

اسی موضوع کا ایک اور دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ خواتین حکمران کے عرصہ اقتدار میں بھی وہ تمام مثالیں اور روایات موجود ہیں جنہیں مرد حکمرانوں کے دور حکومت کا خاصا قرار دیا جا سکتا ہو۔ اقتدار کے چراغ کو مخالفتوں کے جھونکوں سے بچانے کے لئے انہوں نے بھی ان چراغوں کے ارد گرد سنگینوں کے حصار چنے۔

ان چاروں حکمران خواتین کے تقابلی مطالعہ سے بھی بہت سی دلچسپ چیزیں سامنے آتی ہیں۔ مسز تھیچر اور مسز گولڈا میئر نے یورپ میں جنم لیا۔ ان میں بہت سی چیزیں مماثل ہیں۔ اسی طرح مسز اندرا گاندھی اور مسز بندرا نائیکے کا تعلق برصغیر ایشیا سے ہے، ان کے بہت سے خصائل مشترک ہیں۔ پھر تقابلی مطالعہ سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ ملکی پالیسیوں کی تشکیل اور اطلاق کے سلسلہ میں جو نقطہ نظر یا رویہ ہمیں بندرا نائیکے کے ہاں نظر آتا ہے۔ وہ مسز تھیچر سے مماثلت رکھتا ہے اور بیرونی تعلقات میں جس رویے کا اظہار گولڈا میئر کے ہاں نظر آتا ہے۔ اس ڈپلومیسی کی جھلک اندرا گاندھی کی پالیسیوں میں بھی نظر آتی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ تقریباً ذرا ذرا فرق سے ایک سے حالات سے دوچار رہیں اور ایک ہی زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

ان چاروں خواتین کی نجی زندگی کا جائزہ بھی بے حد دلچسپ ہے۔ خصوصاً مسز تھیچر اور مسز گولڈا میئر۔ جنہوں نے معمولی سے حالات سے ترقی کی۔ اور سربراہ مملکت کے عہدہ تک پہنچیں۔ ورنہ اندرا گاندھی اور مسز بندرا نائیکے کا اعلیٰ تک تعلق ہے۔ ان کو سیاست نصاب اور عہدے بالکل ہموار ملے۔ اور ان دونوں کا تعلق بھی سربراہ خاندانوں سے تھا۔ جبکہ مسز تھیچر ایک پنساری کے گھر پیدا ہوئیں اور مسز گولڈا میئر کا باپ ایک کارپینٹر تھا۔ اب یہاں ہم ان کے حالات کا مختصر مطالعہ کریں گے۔

مسز گولڈا میئر

مسز گولڈا میئر ۳ مئی ۱۸۹۸ء میں کیف یوکرائن روس میں پیدا ہوئی۔ اس کے باپ کا نام موشا اور ماں کا نام بلا تھا۔ گولڈا کے پانچ بھائی بچپن ہی میں مر گئے تھے۔ صرف وہ خود اور اس کی دو بہنیں شانا اور چھوٹی کلارا بچیں زندہ رہیں۔ اس کا باپ کارپینٹر اور کیبن میکر تھا۔ وہ قسمت آزمائی کے لئے روس سے امریکہ چلا آیا۔ لیکن بچوں کو پنکس میں نتھال کے پاس چھوڑ آیا۔ ۱۹۰۶ء میں یہ خاندان غریب یہودیوں کے علاقہ "ملواکی" آ کر رہنے لگا۔ اس کی ماں نے پنساری کی دوکان پر ملازمت کر لی۔ اس کا باپ بھی یہاں ریل روڈ کے محکمہ میں ملازم ہو گیا۔

۲۴ دسمبر ۱۹۱۷ء کو جب وہ ۱۹ برس کی تھیں اس کی شادی ایک ساتھی مورس میئرسن سے ہو گئی۔ اس سے گولڈا میئر کی ملاقات ڈینور میں اتفاقاً ہوئی تھی اس کے نام کے ساتھ لفظ میئر کا اضافہ ۱۹۵۰ء میں ہوا ۱۹۲۱ء میں وہ خاوند کو مجبور کر کے فلسطین آ گئی اور مورس نے یہاں ملازمت کر لی اور گولڈا نے بچے اور گھر سنبھال لیا۔ اس کے علاوہ اس نے عبرانی اور عربی بھی سیکھنا شروع کر دی۔

جب اسرائیل کو آزاد حیثیت دی گئی اور برطانوی انتداب ختم ہوا تو گولڈا عربی لباس پہن کر۔ ایک عربی عورت کے روپ میں خفیہ طریقے سے اردن کی سرحد عبور کر کے شاہ عبداللہ سے ملی۔ تاکہ وہ عرب حزب اختلاف کو یہودی ریاست کو تسلیم کرنے پہ رضامند کر سکے۔

۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو اسرائیل کے اعلان آزادی پر دستخط کرنے والوں میں وہ واحد خاتون تھی اور ریاست کی پروویژنل کونسل کی ممبر بنی۔ ۱۹۴۹ء میں اسرائیل کی طاقتور پارٹی "مپائی" کے ٹکٹ پر پارلیمنٹ کی ممبر بنی ۱۹۵۶ء میں وہ وزیر خارجہ کے عہدہ پہ پہنچی۔ ۱۹۵۶ء کے نہر سویز کے بحران کے سلسلہ میں گوریان کی پالیسیوں کو کامیاب کرنے میں اس کا بڑا ہاتھ تھا ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء کے اسمبلی انتخابات میں اس کی پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ اور وہ اسرائیل کی وزیر اعظم بنا دی گئی۔

مسز بندرا نائیکے سری ماوو

مسز بندرا نائیکے سری ماوو جدید تاریخ میں پہلی خاتون ہیں جو کسی ملک کے وزیر اعظم کی حیثیت سے سامنے آئیں۔ سری لنکا فریڈم پارٹی نے ۲۰ جولائی ۱۹۶۰ء کے انتخابات میں ایوان نمائندگان میں ۷۵ نشستیں حاصل کیں بندرا نائیکے نے ۵ اگست ۱۹۶۰ء کو بالائی مجلس قانون ساز میں بحیثیت ممبر شمولیت اختیار کی۔ اپنے خاوند کی وفات تک وہ عام بہبود کے حلقوں میں فعال تھیں اور اس کے بعد محض وہ گھریلو عورت تھی۔ مگر ۱۹۵۹ء میں اپنے خاوند کے قتل کے بعد وہ سیاست میں آگئی مارچ ۱۹۶۰ء کے انتخابات کے موقع پر اس نے انتخابات میں حصہ لیا۔ اس نے مارکسٹ اور کمیونسٹوں سے الحاق کر لیا تھا۔ ۲۷ اگست ۱۹۶۰ء کو اعتماد کا ووٹ پاس ہونے پر وہ وزیر اعظم بن گئیں۔

مجموعی طور پر اس کے عہد پر نگاہ ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ واقعی عالمی سیاست میں یہ ایک نیا اور کامیاب تجربہ تھا کہ ایک عورت وزیر اعظم کی حیثیت سے برسر اقتدار رہی اور اپنی پالیسیوں کو کامیاب بناتی رہی۔

مسز اندرا گاندھی

اندرا ۱۹ نومبر ۱۹۱۷ء کو الہ آباد میں پیدا ہوئی وہ جواہر لال نہرو کی اکلوتی اولاد تھی بچپن ہی سے اسے تقریر کرنے کا شوق تھا۔ اسی لئے اس نے ۱۹۲۹ء میں بچوں کی ایک تنظیم بنائی ہندوستان تقسیم ہوا اور اس کا باپ وزیر اعظم بنا تو وہ باپ کی معاون بن گئی۔ فروری ۱۹۵۹ء کو کانگریس پارٹی کی صدر بن گئی۔ ۱۹۶۲ء میں چین بھارت سرحدی تنازعہ میں وہ سٹیزن سنٹرل کونسل کی چیئرمین تھی ۱۹۶۴ء میں یونیسکو ایگزیکٹو بورڈ کی ممبر بنی ۱۹۶۴ء ہی میں لال بہادر نے اسے وزیر خارجہ بنانا چاہا۔ لیکن اس نے وزیر نشریات و اطلاعات بننا پسند کیا ۱۹ جنوری ۱۹۶۶ء کو وہ لال بہادر شاستری کے بعد برسر اقتدار آگئی۔

اندرا بندرا نائیکے کے بعد دوسری وزیر اعظم خاتون ہے۔ اپنے باپ کی طرح دنیا کو کھلی آنکھ سے دیکھنے کی قائل ہے۔

مارگریٹ تھیچر

برطانیہ کی تاریخ میں ۱۱ فروری ۱۹۷۵ء کا دن اس لحاظ سے اہم رہے گا۔ کہ اس روز پہلی مرتبہ ایک خاتون کنزرویٹو پارٹی کے صدر منتخب ہوئی۔ برطانوی پارلیمنٹ کی سات سو سالہ تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا۔

جب ۱۹۷۰ء میں کنزرویٹو پارٹی آگے آئی تو انہیں سیکرٹری آف سٹیٹ فار سائنس بنا دیا گیا۔ وہ اسکولوں، کالج اور یونیورسٹیوں کے معاملات کی نگران رہیں۔

اب جبکہ وہ برطانیہ کے وزیر اعظم کے عہدہ پر ہیں عورت ہوتے کے باوجود وہ اپنی پالیسیوں کو نہایت ہی کامیاب طریقے سے آگے بڑھا رہی ہیں۔ اس وقت اندرا گاندھی اور مارگریٹ تھیچر ہی دو ایسی خواتین ہیں جو حکمرانی کر رہی ہیں۔

غزل

ناصر محمود
بلیک برن

یہ تو بتاؤ پارسا آنکھیں ہیں اشکبار کیوں
یاد کسی کی جب نہیں روتے ہو زار زار کیوں

جب نہیں تجھ سے واسطہ جب نہیں مجھ سے کچھ غرض
پھر بھی مرے خیال میں آتے ہو بار بار کیوں

نیچی نگہ کئے ہوئے آتے ہو میرے سامنے
شکوہ کروں گا اب نہ میں ہوتے ہو شرمسار کیوں

دورِ خزاں چلا گیا رنگِ جہاں بدل گیا
میرے چمن میں آج تک آئی نہیں بہار کیوں

پکوان

تحریر: عفت رشید

فرائیڈ بینگن

اشیاء: قیمہ ایک پاؤ، گھی آدھ پاؤ، پیاز دو گٹھی، انڈا ایک عدد، میدہ ایک چمچہ، نمک مرچ حسب ذائقہ، بینگن آٹھ یا دس عدد۔ سب سے پہلے پیاز باریک کتر کر گھی میں سرخ کر لیں، پھر قیمہ اور نمک مرچ ڈال کر گلنے کے لئے چڑھا دیں پانی سوکھ جائے پر قیمہ خوب بھون لیں، پھر اس میں باریک کتری ہوئی ہری مرچ اور دھنیا ڈال دیں، اب بینگن کو بغیر چھیلے دو ٹکڑوں میں کاٹ دیں اور پانی میں ابلنے دیں جب گل جائیں تو اتار لیں۔ اب چھری کی مدد سے بینگن کا گودا اس طرح نکال لیں کہ چھلکا کٹنے نہ پائے۔ اس کے بعد بھنا ہوا قیمہ اس گودے میں ملا لیں اب بینگن کے چھلکے میں یہ قیمہ بھر دیں۔ انڈے کی زردی میں میدہ ملا کر حل کریں پھر قیمہ بھرے بینگن کو اس میں اچھی طرح لپیٹ دیں اور فرائی پان میں گھی ڈال کر بھون لیں۔ لیجئے لذیذ فرائیڈ بینگن تیار ہیں۔

ٹماٹر کٹ

اشیاء: سرخ ٹماٹر ایک کلو، ثابت کھوپرا .. ۱ گرام، دھنیا پسا ہوا ایک تولہ، زیرہ سفید ایک تولہ، پسی ہوئی سرخ مرچ ایک تولہ، نمک حسب ذائقہ، ادرک ایک چھوٹا ٹکڑا، لہسن ایک پوتھی، پیاز ایک گٹھی، املی حسب ضرورت ٹماٹر کو کاٹ کر نمک مرچ ڈال کر خوب اچھی طرح ابال لیں پھر ان ابلے ہوئے ٹماٹروں کو چھلنی میں چھان لیں۔ اب کھوپرا، زیرہ، ادرک، لہسن بھون کر سل پر پیس لیں۔ اور سارے کو ٹماٹروں میں ملا لیں ہلکی آنچ پر خوب پکائیں یہاں تک گاڑھا ہو جائے پھر اسے اتار لیں۔ آخر میں اس کو ثابت سرخ مرچ لہسن، سفید زیرہ اور کری پتے سے بگھار دیں۔ اگر آپ چاہیں تو ٹماٹر کٹ کو کسی چوڑے منہ کی بوتل میں رکھ کر ایک ماہ تک استعمال کر سکتی ہیں۔

ڈپلومیسی

ایک امریکی، جاپان کی سیاحت پر گیا وہاں اسے تین جاپانیوں کی تدفین میں شرکت کا موقع ملا۔ پہلے جنازے کے ساتھ ایک بھنا ہوا مرغ، ایک پلیٹ چاول اور ایک پیگ شراب رکھی گئی۔ امریکی نے پوچھا کہ یہ کیوں؟

"یہ زندوں کی طرف سے ہدیہ ہے تاکہ وہ دوسری دنیا میں بھوک سے مر جائے۔"

دوسری میت کے ساتھ بھی یہی چیزیں دفن کی گئیں۔ مگر تیسرے جنازے کے ساتھ صرف ایک پلیٹ چاول رکھا گیا۔ امریکی نے تعجب سے اس کی وجہ دریافت کی۔

ایک جاپانی نے جواب دیا۔ "ڈاکٹر نے اس کو پرہیز کی ہدایت کر رکھی تھی۔"

ذوق کی نازک مزاجی ... لطیفہ

دلی میں "رتھ" کو بعض مذکر بولتے ہیں اور بعض مؤنث۔ کسی نے غالب سے پوچھا، "آپ کیا فرماتے ہیں، رتھ مذکر ہے یا مؤنث؟"

انہوں نے جواب دیا: "بھیا، جب رتھ میں عورتیں بیٹھی ہوں تو مؤنث، مرد بیٹھے ہوں تو مذکر!"

عورت:

عورت ایک تصویر کی مانند ہے جو جاہل آدمی کے ہاتھ لگ جائے تو اپنی کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن صاحبِ دانش بیش قیمت خیال کرتے ہیں۔ نپولین

چند ایک عورتیں ہی رونا شروع کر دیں تو ان کے آنسو روکنے سے زیادہ آسان کام سمندر کے طوفان کے آگے بند باندھنا ہے۔ ملٹن

ابن صفی مرحوم



ٹیمز فانڈ



سیکرٹ ڈیوس کے سربراہ کا نام کچھ بھی رہا ہو۔ لیکن وہ محکمے میں "ڈبلیو" کہلاتا ہے۔ انگریزی کا حرف تہجی "ڈبلیو" یہ دنیا کے تینوں زمانوں کی نظروں سے اپنے ماتحتوں کو دیکھ سکتا تھا۔ پتھریلی نظر پتھر کے زمانے سے تعلق رکھتی تھی۔ دھات کی نظر دھات کے زمانے سے تعلق رکھتی تھی۔ اور ایٹمی نظر ظاہر ہے کہ ایٹمی دور سے تعلق رکھتی ہوگی۔

وہ اپنے کمرے میں تنہا بیٹھا تھا جس میں صرف ایک دروازہ تھا۔ نہ کوئی روشن دان تھا اور نہ کھڑکی تھی۔ دروازہ بھی ہمیشہ بند رہتا تھا۔ غالباً اسے تازہ ہوا کی ضرورت تھی۔

اس کی میز پر صرف تین عدد فون رکھے تھے۔ اس نے نیلے رنگ کے انٹرکام کا ریسیور اٹھا کر ایک بٹن دبایا اور ماؤتھ پیس پر پتھریلی نظر ڈال کر غرایا "زیرو زیرو زیرو سکس، زیرو زیرو سکس زیرو سکس کو بھیج دو۔"

اس کے بعد اس نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ کر خلاء میں آہنی نظروں سے گھورنا شروع کر دیا۔

قبل اس کے کہ ایٹمی نظر کا دور شروع ہوتا دروازہ کھلا اور زیرو زیرو زیرو سکس، زیرو زیرو سکس، زیرو سکس کمرے میں داخل ہوا۔ یہ "ڈبلیو" کا ایک ماتحت تھا۔ اور مصنف کی آسانی کے لئے ٹیمز فانڈ بھی کہلاتا تھا۔

ٹیمز فانڈ نہ کہلاتا تو مصنف بڑی دشواری میں پڑ جاتا۔ اسے تو بڑا اچھا لگتا یہ لکھتے ہوئے کہ "زیرو زیرو زیرو سکس، زیرو زیرو سکس زیرو سکس نے آگے بڑھ کر اس لڑکی کا بوسہ لے لیا جو دیر سے اس کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔"

اس طرح فن کا خون بھی ہوتا اور جمالیات کا بھی۔ ۔ ۔ وہ ڈبلیو کی میز کے سامنے رک گیا۔ کمرے میں کوئی دوسری کرسی نہیں تھی۔ اس لئے ماتحتوں کو کھڑے رہنا پڑتا تھا۔ ڈبلیو نے اس پر پتھریلی نظر ڈالی اور اسے جمائیاں آنے لگیں۔ پھر آہنی نظر ڈالی تو ایک لڑکی کی نیلی آنکھیں یاد آئیں اور ایٹمی نظر پڑتے ہی ٹیمز فانڈ کو خیال آیا کہ اس نے کئی دنوں سے جوا نہیں کھیلا۔ ڈبلیو جیسے ان بدلتی ہوئی ذہنی کیفیات سے آشنا ہو۔ اس نے چھوٹتے ہی کہا "عورت، شراب اور جوا۔ تینوں کے بے مواقع موجود ہیں۔"

"یس سر۔" ٹیمز فانڈ کے لہجے میں سعادت مندی تھی۔

"لیکن کام آسان نہیں۔"

ٹیمز فانڈ استفہامیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ دفعتاً ڈبلیو نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا۔ ٹیمز فانڈ بھی ادھر ہی دیکھنے لگا۔ لیکن بات پلے نہ پڑ سکی۔

ڈبلیو میز پر ہاتھ مار کر دہاڑا "اس گوشے میں دیوار کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو جاؤ۔"

ٹیمز فانڈ "سپرٹ" کی رفتار سے وہاں پہنچا تھا۔ اور اس کی خواہش کے مطابق پوزیشن اختیار کرکے کھڑا ہو گیا تھا۔

"پانچ منٹ تک یونہی کھڑے رہو یہ تمہاری سزا ہے۔"

پانچ منٹ گزرنے کے بعد ٹیمز فانڈ نے اپنا قصور معلوم کرنا چاہا۔ "تصور اہو لہذا۔" ڈبلیو اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غرایا۔ "میں نے سنا ہے کہ تم اس طرح بوسے لیتے ہو جیسے بیگر سیلی چاہتے ہیں۔"

"محض بہتان ہے جناب عالی! آپ کو یاد ہوگا کہ ایک بار روسیوں نے مجھے پکڑ کر میری بری حالت کر دی تھی۔ ۔ ۔ اپنی ساری عادتیں بھول گیا تھا۔ ایک بوسے ہی پر کیا منحصر ہے۔ مجھے تو یہاں تک اطلاع ملی ہے کہ میں نے ایک بار بطخ کا بھی بوسہ لینے کی کوشش کی تھی اور ٹریفک کانسٹیبل نے مجھے بڑے ادب سے گھر پہنچا دیا تھا۔"

"اوہ۔ ۔ ۔ اچھا۔ ۔ ۔ !" ڈبلیو نے مایوسی سے کہا "ہو سکتا ہے یہ اسی زمانے کی بات ہو خیر تمہیں آج ہی پہلے جہاز سے مونٹی کارلو پہنچنا ہے۔"

"اوکے باس۔ ۔ ۔" ٹیمز فانڈ کھل اٹھا۔

"پچاس ملین فرانک وہاں تمہارے نام ٹرانسفر کر دیئے گئے ہیں۔ جیتو یا ہارو۔ محکمے کو اس سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ ۔ ۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے جناب عالی۔ ۔ ۔!"

"شراب اپنے پاس سے پیو گے۔ ۔ ۔؟"

"میں تو بالکل کنگال ہو رہا ہوں جناب عالی۔"

"خیر کچھ رقم اس کے لئے بھی مل جائے گی۔ بس اب جاؤ۔ ہدایات وہیں ملیں گی۔ موسیو پپاس۔ نام یاد رکھنا۔"

مزید آسانی کے لئے اسے موسیو پپاس کی تصویر بھی دی گئی۔ جب وہ دفاتر کی حدود سے باہر نکل رہا تھا۔ اس کی ملاقات مسٹر ایکس کے محکمے کے سیکرٹری سے ہوئی جس نے ٹیمز فانڈ کا شہرہ آفاق بریف کیس اس کے حوالے کیا۔ اس بریف کیس میں ایک دنیا آباد تھی۔ مسٹر ایکس کے محکمے کے سیکرٹری نے کچھ کاغذات بھی اس کے حوالے کئے جن میں اس کا پاسپورٹ، ہوٹل کا ریزرویشن کارڈ اور ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھی شامل تھے۔ مونٹی کارلو پہنچ کر اسے ہوٹیل دے متو کے کمرہ نمبر سات میں قیام کرنا تھا۔ لہذا مونٹی کارلو پہنچ کر وہ سیدھا ہوٹیل دے متو جا پہنچا۔ سفر خوشگوار گذرا تھا۔ راستے بھر ایک ایئر ہوسٹس کو گھورتا آیا تھا۔ لیکن مجبور تھا۔ اپنا اصل نام اسے نہ بتا سکا۔ ورنہ وہ اس میں خصوصی دلچسپی لئے بغیر نہ رہتی۔ کیونکہ ٹیمز فانڈ تو بین الاقوامی ہیرو تھا۔

ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر اچانک اسے ایک بات یاد آئی اور اس نے فون پر لانگ ڈسٹنس مانگ کر اپنے باس ڈبلیو کے نمبر ڈائل کئے۔

اسے ہر وقت فون کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ اسے کسی نے کبھی وقت بھی سوتے نہیں دیکھا تھا۔

دوسری طرف سے ڈبلیو کی آواز سن کر ٹیمز فانڈ نے کہا۔ "میں بخیریت مونٹی کارلو پہنچ گیا ہوں۔ جناب عالی لیکن آپ کے احکامات میں لڑکی کا کہیں کوئی ذکر نہیں تھا۔"

"اس بار صرف شراب اور جوئے سے دل بہلاؤ۔" دوسری طرف سے جواب آیا "سابیرین ہائنگ کے اثرات اب بھی تم میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے احتیاط لازمی ہے۔"

"بہت بہتر ہے جناب عالی۔ ۔ ۔" ٹیمز فانڈ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی اور ٹیمز فانڈ اچھل پڑا۔ بغلی ہولسٹر سے آٹومیٹک پستول نکال کر بڑی احتیاط سے دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازہ اس نے ایسے انداز میں کھولا تھا کہ خود تو اوٹ میں رہے اور آنے والا اس کی پستول کی زد پر ہو۔

خیریت گذری کہ اس وقت وہ نشے میں نہیں تھا۔ ورنہ موسیو پپاس کی کھوپڑی میں خوامخواہ سوراخ ہو جاتا۔

اس نے اسے فوراً ہی پہچان لیا۔ ۔ ۔ موسیو پپاس دبلا پتلا اور چھوٹے قد کا آدمی تھا۔ چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی تھی اور آنکھوں پر ریم لیس فریم کی عینک جو چہرے پر ٹیڑھی لگتی تھی جس کی اصل وجہ یہ تھی کہ موسیو پپاس کا ایک کان دوسرے کی مناسبت سے کسی قدر اونچائی پر واقع تھا۔

"کیا یہ کمرہ نمبر سات ہے؟" موسیو پپاس کی ممناتی ہوئی آواز کمرے میں گونجی۔

"بالکل ہے۔" ٹیمز فانڈ پستول چھپاتا ہوا مسکرایا۔

"تو پھر تم کون ہو؟"

"آرام سے بیٹھ جایئے، موسیو پپاس!"

"کیا! پپاس اچھل پڑا "تم میرا نام کیا جانو؟"

"آپ کو بھی میرا نام معلوم ہوگا موسیو پپاس۔"

"قطعی نہیں۔ ۔ ۔ میں کیا جانوں۔"

"تو پھر کمرہ نمبر سات میں آپ کا کیا کام؟"

"مجھے ہدایت ملی تھی کہ کمرہ نمبر سات میں مجھے مس ٹیمز فانڈ نامی خاتون سے ملنا چاہیے۔"

"اس کے لئے تمہیں کم از کم بیس سال انتظار کرنا پڑے گا پپاس۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ پہلے کسی مسٹر ٹیمز فانڈ کا بندوبست کرنا پڑے گا۔ اور پھر یہ ضروری نہیں کہ ان کی پہلی اولاد لڑکی ہی ہو اور ظاہر ہے کہ اس کے جوان ہونے میں کم از کم بیس سال ضرور لگیں گے۔"

"اگر تم فرانسیسی میں اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتے تو انگریزی میں بات کرو۔" موسیو پپاس نے برا مان کر کہا۔

"میری بات سمجھ میں نہیں آئی۔" ٹیمز فانڈ نے اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر اسے چڑایا۔ پپاس نے اس کا ہاتھ جھٹک کر کہا۔ "یقیناً کوئی غلطی ہوئی ہے۔ میں جا رہا ہوں۔"

"ٹھہرو!" ٹیمز فانڈ نے اس کا شانہ پکڑ کر اس طرح دبایا کہ وہ کراہتا ہوا دہرا ہو گیا۔

پھر دھکا دے کر اسے کرسی پر گرا دیا۔ موسیو پپاس ہانپ رہا تھا اور اس کی آنکھیں کسی زہریلے سانپ کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

"یقیناً کوئی غلطی ہوئی ہے۔" ٹیمز فانڈ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غرایا۔

"تو پھر؟"

"کمرہ نمبر سات میں تمہیں کس نے بھیجا تھا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے ایک تصویر دی گئی تھی جس کی پشت پر لکھا ہوا ہے "مس ٹیمز فانڈ اور کہا گیا تھا کہ مجھے ہوٹل دے متو کے کمرہ نمبر سات میں جانا ہے۔"

"لاؤ نکالو۔ ۔ ۔ وہ تصویر۔"

پپاس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے تصویر نکال کر اس کے حوالے کی۔ دراصل وہ اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کی جھلک پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔

اور تصویر دیکھ کر ٹیمز فانڈ کی آنکھیں کھل گئیں۔ بڑی خوبصورت لڑکی تھی۔ اس نے آہستہ سے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ اور تصویر کی پشت والی تحریر پر نظر جما دی۔

اس کے بعد اس پر غشی کا دورہ پڑ گیا۔ موسیو پپاس اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔

٭ ٭ ٭

وہ کمرے سے نکل کر راہداری میں آیا۔ موسیو پپاس کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ بار میں بھی وہ کہیں نہ دکھائی دیا۔

اس نے بار ٹینڈر سے کہا "میرا اپنا ذاتی ٹیسٹ ہے۔ تم ڈرائی جن، بوربن، واڈکا اور بیئر مکس کرکے اس میں آدھے کیلے کا چھلکا، ناشپاتی کا چھلکا اور اخروٹ کا چھلکا شامل کرو۔ اور شیکر میں ڈال کر اتنا ہلاؤ کہ سب یک جان ہو جائیں۔ ۔ ۔ ذرا جلدی۔ ۔ ۔ شکریہ۔"

بار ٹینڈر جو اس دوران میں اسے حیرت سے دیکھتا رہا تھا۔ ٹھنڈی سانس لے کر بولا "ہمارے پاس کوئی ایسا مکسر یا شیکر نہیں ہے جناب! جو ان تینوں چھلکوں کو شراب میں حل کر سکے۔ ۔ ۔"

"اچھا تو پہلے چھلکے لاؤ۔ ۔ ۔ شراب بعد میں دینا۔"

بار مین نے تینوں قسم کے چھلکے پلیٹ میں رکھ کر پیش کئے۔ ٹیمز فانڈ نے پہلے اخروٹ کے چھلکے چبائے۔ پھر کیلے کے۔ اس کے بعد ناشپاتی کے چھلکے حلق سے اتار ہی رہا تھا کہ بار ٹینڈر نے گلاس بھی اس کے سامنے رکھتے ہوئے پوچھا "آپ اپنے نسخے کو پیٹنٹ کیوں نہیں کرا لیتے موسیو؟"

"تم نے بہت اچھا سوال کیا۔ میں تمہیں بھاری ٹپ دوں گا۔"

پھر تین گھونٹوں میں اس نے گلاس خالی کر دیا۔ دماغ گرم ہوتے ہی موسیو پپاس والی تصویر کا خیال آیا اور اس نے اسے جیب سے نکال کر بار ٹینڈر کو دکھاتے ہوئے پوچھا "اسے پہچانتے ہو؟"

"جی نہیں!" بار ٹینڈر نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

ٹیمز فانڈ جو ماہر نفسیات بھی تھا فوراً ہی سمجھ گیا کہ بار ٹینڈر کیا چاہتا ہے۔ اس نے جیب سے اپنی نوٹ بک نکالی اور اس سے ایک کرنسی نوٹ کھینچ کر تصویر پر رکھتا ہوا بولا "اب بتاؤ۔"

بار ٹینڈر نے ہاتھ بڑھا کر نوٹ سمیت تصویر کاؤنٹر سے اٹھائی اور اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا "اوہ کیوں نہیں۔ یہ تو مادموزیل دیمران ہیں۔ اس وقت بھی آپ کو "کاسینو موجو" میں مل جائیں گی۔ بکارٹ کی میز پر۔"

اور تب ٹیمز فانڈ کو احساس ہوا کہ اس کا چیف ڈبلیو کتنا چالاک آدمی ہے۔ شراب اور جوئے کے ساتھ ہی لڑکی کا انتظام اتنے پراسرار طور پر کر دیا۔ ۔ ۔ وہ کتنا باخبر آدمی ہے۔ یہ بھی نہیں جانتا کہ ٹیمز فانڈ مونٹی کارلو میں صرف کاسینو موجو ہی کیوں آتا ہے۔ لیکن یہ مادموزیل دیمران کا آخر مقصد کیا ہے؟ پپاس ملین فرانک کی صرف صفائی کرنے کے لئے ہی ہیں؟ شراب کی قیمت ادا کرنے کے بعد وہ پھر اپنے کمرے کی طرف بھاگا اور فون پر ڈبلیو سے رابطہ قائم کرکے رپورٹ دی۔ "ٹھیک!" دوسری طرف سے آواز آئی "تمہیں دیمران کو کنگال کر دینا ہے۔ اس وقت اس کے پاس بھی پچاس ملین فرانک ہیں۔ اگر وہ اس کے پاس سے نکل جائیں تو وہ خودکشی کرلے گی۔"

"کیا یہ ضروری ہے کہ وہ خودکشی کرلے؟" ٹیمز فانڈ نے ناخوشگوار لہجے میں پوچھا "یہ حد ضروری ہے کیا میں وجہ پوچھ سکتا ہوں؟" "ہوش میں آؤ! تمہیں کوئی سوال کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ شاید تمہاری ذہنی رو پھر بہک رہی ہے۔ ۔ ۔ آئی ایم سوری سر۔" "یس۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی تو اس نے ٹھنڈی سانس لے کر ریسیور رکھ دیا۔ کاسینو موجو پہنچنے میں اسے دیر نہیں لگی۔ کاسینو کے منتظمین کے لئے اس کی شخصیت جانی پہچانی تھی۔ وہ اسے انگلینڈ کے ایک بیتنیئی رئیس کی حیثیت سے جانتے تھے۔ بکارٹ کی میز پر وہ ہمیشہ چھ نمبر کی کرسی پر بیٹھتا تھا۔ اتفاق سے وہ آج بھی خالی تھی۔ عین اسی کرسی کے سامنے والی کرسی پر وہ لڑکی نظر آئی جس کا نام دیمران تھا۔ پانچ نمبر کی کرسی پر ایک بوڑھا اطالوی تھا جس سے اس وقت کا کھیل جاری تھا۔ ٹیمز فانڈ تھوڑی دیر تک ان کے کھیل کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ مرے دل کے کھیل کے لئے چھ نمبر کی کرسی پر بیٹھ گیا اور کاسینو سے اٹھ آیا۔

اگلے روز رات کے ٹھیک دس بجے وہ کاسینو پہنچا لڑکی بکارٹ کی میز پر موجود تھی اور اس کے سامنے فرانک نوٹوں کی گڈیوں کا ایک بہت بڑا ڈھیر موجود تھا۔ ٹیمز فانڈ نے اسے مرعوب کرنے کے لئے پورے پچاس ملین فرانک کاسینو کے بینک سے نکلوا لئے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس نامعقول لڑکی نے اس کی طرف خصوصی توجہ نہ دی۔ اس وقت وہ بنکر ہی بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ کھیلنے والا آخری آدمی بھی ٹھنڈی سانس لے کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا۔ آخر ٹیمز فانڈ نے میز پر ہاتھ مار کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور پھر ان دونوں کے درمیان کھیل شروع ہو گیا۔ پہلے تو وہ بھی دیر تک ہارتی رہی۔ پھر اچانک بساط پلٹ گئی اور ٹیمز فانڈ دو بجے تک پورے پچاس ملین فرانک ہار گیا۔ لڑکی کے ہونٹوں پر حقارت آمیز مسکراہٹ تھی۔ ٹیمز فانڈ بغلیں جھانکنے لگا۔ اور تب لڑکی نے سنجیدگی اختیار کرکے قرض کی پیشکش کی۔ "شکریہ" ٹیمز فانڈ نے بے پروائی سے کہا "تم مجھے بیس ملین فرانک قرض دے دو۔ میں اس وقت مصلحتاً کیشئر سے نہیں لینا چاہتا۔" "ایک شرط کے ساتھ" لڑکی نے دلآویز انداز میں مسکرائی "مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔ پہلے تم قرض دے دو شرط بعد میں بتا دینا۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔" ٹیمز فانڈ نے پرجوش لہجے میں کہا۔ حقیقتاً اب پیسنے کے لمحات شروع ہوئے تھے۔ اور وہ ایسے ہی لمحات میں پے در پے جیتتا چلا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ اس نے رات کے کھانے سے قبل والی شراب نہیں پی تھی۔ اس لئے قرض والے ۲۵ ملین فرانک بھی آدھے گھنٹے کے اندر ہی ہار گیا۔ اب مزید قرض نہیں دے سکتی" لڑکی بولی "خیر کوئی بات نہیں کل دیکھا جائے گا۔" "اب میری شرط سنو۔ جیسا کہ تم پر میرے پچیس ملین فرانک ادا نہیں کر دو گے تمہیں میرے نجی ملازم کی حیثیت سے کام کرنا پڑے گا۔ چلو اٹھو۔ میرے گھر چلو۔" شرط کے سلسلے میں زبانی بھی ہار چکا تھا۔ لہذا ایک بااصول آدمی ہونے کی بنا پر ٹیمز فانڈ کو اس کے کہنے پر عمل کرنا پڑا۔ دوسری صبح اس نے پبلک ٹیلیفون سے فون پر رابطہ قائم کرکے اپنی شکست کی داستان سنائی۔ دوسری طرف سے بے حد خشک لہجے میں کہا گیا "کم از کم چھ ماہ تک تم قرض ادا کرنے کے قابل نہ ہو سکو گے۔" پھر وہ پوچھتا ہی رہ گیا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ اب وہ مادموزیل دیمران کے نجی ملازم کی حیثیت سے اس کی اقامت گاہ میں مقیم ہے اور دیمران نے اسے مکھی مارنے کے کام پر لگا دیا ہے۔ دیمران کا خیال ہے کہ جراثیم کش ادویات سے فضا گندی ہو جاتی ہے۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ مکھی نظر آتے ہی ہاتھ ہی سے ماری جائے۔ ٹیمز فانڈ جو ایک سخاوت قائل بھی ہے اپنے سابقہ تجربات سے دن رات فائدہ اٹھاتا رہتا ہے۔

٭

منظوم افسانہ ۔ عذرا خان

رُودادِ وفا

آج جب تم نے مجھ کو فون کیا
ہو گئے میری خاموشی پہ خفا
فون پر اب میں تم سے کیا کہتی
ساتھ تھیں سب سہیلیاں میری
ٹھیک ہے، یہ گلہ ہے کہ تم کو
کیا مخاطب نہیں ملا تم کو
اس میں لکھا تھا میں نے سب احوال
آج پوچھے تھے تم نے جو بھی سوال
ہے بجا، ہوسٹل ہے کب گھر ہے
یاں بھی آزادی کب میسر ہے
یاں بھی پابندی مجھ پہ ناحق ہے
دوستوں کو جو فکر لاحق ہے
ساتھیوں کو حساب دینا ہے
مجھ کو کیا کیا جواب دینا ہے
جب کبھی تم سے مل کے آتی ہوں
کچھ کسی کو کہاں بتاتی ہوں
چوڑیاں بے وجہ کھنکتی ہیں!!
بات بے بات آنکھیں ہنستی ہیں!!
یونہی پازیب بول دیتی ہے!
میرا یہ راز کھول دیتی ہے
آج میں تم سے مل کے آئی ہوں
پھر یہ ہوتا ہے تم سے کیسے کہوں
گھیر لیتے ہیں مجھ کو اتنے سوال
جان چھڑانی مجھے ہو جیسے محال
تم سمجھ لو جو میری مجبوری!!
اس قدر شاق نہ ہو یہ دوری
گر نہ روٹھو تو یہ کہوں تم سے!
یہ ہی بہتر ہے نہ ملوں تم سے!
آنا ممکن نہیں تمہارا بھی!
اور تمہارے بن نہیں گزارا بھی!
یہ بھی پوچھا تھا تم نے جانِ حیات
کیسے کٹتے ہیں یہ مرے دن رات
میری مصروفیت کا ہر لمحہ!
یاں پہ منسوب تم سے ہوتا ہے

جب تلک پچ نہیں بتاؤ گی
ہم سے پیچھا کہاں چھڑاؤ گی
ہم نہیں یونہی اب ستائیں گے
تم جہاں جاؤ، ہم بھی جائیں گے
شام کو بیٹھتی ہوں جب تنہا
پوچھتی ہیں "وہ" کیوں نہیں آیا؟

اطلاع اس نے دی نہ فون پہ کچھ
خط نہیں بھیجا اس نے حد کر دی
کچھ تو اس طرح دل جلاتی ہیں!
اور کچھ ایسے ترس کھاتی ہیں!
فون پر اب وہ بات کیا کرتا
سر پہ رہتی ہو تم سوار، سدا!
فون اُس نے کیا تھا، چلو یار!
ٹھیک ہے، ٹھیک ہے کی تکرار
اُف بچاری نے اُس سے کچھ نہ کہا
اک کھنکتی ہوئی ہنسی کے سوا
کتنی مشکل سے کال ملتی ہے!
اور بیچاری بس تو کتنی ہے!!

اور ان تبصروں سے گھبرا کر
بیٹھ جاتی ہوں کمرے میں جا کر
مجھ کو آواز پھر یہ آتی ہے
یہ مری جان بڑی جلاتی ہے
خط لکھے گی ابھی یہ اب شاید
یونہی کٹ جائے گی یہ شب شاید
دوسری کو گماں یہ ہوتا ہے!!
وقت یہ میری شاعری کا ہے!
کوئی بسمل سوچ کر خوش ہے
مجھ سے کہتی ہے وہ یہ شوخی سے
وہ غزل کہہ رہی ہو گر عذرا!
تو یہ اشعار تو اب بتا دو نا
وصل کی آرزو میں لکھو گی
یا غزل ہجر کی اب سوچو گی
شاعرہ کی یہ ترنم فرمائے
کچھ مضمون اب نہ دہرائے
یوں الگ بیٹھ کر نہ بور کرو
پاس آؤ۔ یا کچھ کہو یا سنو!
آؤ نا۔ تم کو کوک پلوائیں!
کچھ غلط فہم ہو، تلفیاں کھائیں

تم جو ماتو تو سیر کر آئیں!!
کس طرح دل تمہارا بہلائیں
ان کی خاطر میں ساتھ جاتی ہوں
باتیں کرتی ہوں مسکراتی ہوں
تھک کے ہر نئے کو لیٹتی ہوں جب
جھا ہر سو خموشی ہوں تب
صبح اپنی، نہ شام اپنی ہے!
کب تلک ایسے عمر کٹنی ہے؟



یہ دم موڈ خوشگوار جو ہو تو
ایک ساتھی سوال کرتی ہے!
آج دیکھا تھا خواب میں کس کو
جو چہکتی ہو یوں، بہت خوش ہو؟
جب کوئی گیت گنگناتی ہوں
پھول بالوں میں گر سجاتی ہوں
دوست اک ان کے ہاتھ سے پڑھتی ہے
آج تم نے کسی پہ جانا ہے
دوسری انکشاف کرتی ہے
آج ان کے "کسی نے" آنا ہے
پھر یہ سب مل کے کھلکھلاتی ہیں
مجھ کو پھر بھی یہ ستاتی ہیں

زمین اور آسمان کا پرنالہ

مشہور ملحد فلسفی ابن راوندی ایک مولوی صاحب سے ملنے گیا۔ مولوی صاحب تلاوت فرما رہے تھے۔ اس وقت وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ "وللّٰہ میراث السمٰوٰت والارض"

میراث، میراث کی جگہ غلطی سے لکھا گیا تھا میزاب کے معنی پرنالے کے ہیں۔ ابن راوندی نے حیرت سے پوچھا۔ "مولوی صاحب! یہ زمین و آسمان کے پرنالے کا کیا مطلب ہوا؟"

مولوی صاحب نے جواب دیا۔ "زمین و آسمان کے پرنالے سے مراد ہے۔ زمین پر دریا اور آسمان پر بادل۔"

ابن راوندی نے کہا "مولوی صاحب! قرآن کا لفظ میزاب نہیں میراث ہے۔ اس کی تصحیح فرمائیے"

مولوی صاحب نے اُسے جھڑک دیا۔ بولے۔ "واہ جناب، خوب، میرے قرآن میں چالیس سال سے میزاب لکھا ہوا ہے، اسے غلط مان کر تیری لمحہ بھر کی بات کو میں صحیح کس طرح تسلیم کر لوں۔"

جذبات

جذبات، دماغ اور منطق کی سب سے پہلی دشمن ہوتے ہیں۔ جب ہم کسی شے کو جذباتی انداز میں دیکھتے ہیں تو پھر غیر جانبدار رہ کے اس کو دیکھنا ممکن نہیں رہتا ہے۔ ہم لاشعوری طور پر حقائق کی تصویر بدل دیتے ہیں۔ چند کو نظر انداز کر دیتے ہیں، چند کو دبا دیتے ہیں اور چند کو جھوٹ بنا لیتے ہیں۔ جبکہ بعض حقائق کو زیادہ اہمیت دینے لگتے ہیں۔

رابرٹ جے لوسنہ

MONTHLY

AAWAZ

P.O. BOX 2113
POSTAL STATION "B"
SCARBOROUGH, ONTARIO
CANADA M1N 2E5
TEL: (416) 267-8006
EDITOR : SOHAIL AKHTAR
PUBLISHER: Z. MODI

DECEMBER, 1981

برادرانِ اسلام سے اپیل

PERMANENT MASJID IN NORTH YORK

Respected Brothers in Islam: Asalam-wa-alaikum

The Caledonia Masjid, as you know, was started in the basement of the hi-rise building, to meet the religious needs of the muslims living in this area. The space for the Caledonia Masjid was provided on a temporary basis upon approval of the Board of Directors of the hi-rise. This facility could be withdrawn at anytime, by the Board of Directors, whenever they wish or want it back.

On the other hand, the number of muslims using the Caledonia Masjid facility has increased considerably in the past years. So much so that the present space has become insufficient. This ever increasing demand of muslims in the area has created a necessity for establishment of a permanent Masjid, to meet the religious needs of the muslim Community in this area.

Having felt the pressure and the need for a Masjid, the local muslim Community had a mashwara on July 5, 1981 and the following actions and/or decisions were undertaken:

1. An Executive Committee comprising of nine members has been formed to work on the establishment of a Masjid in this area.
2. The name of this Committee was decided to be "ANJUMAN-E-MUSLIMEEN of NORTH YORK." This Committee will develop its constitution and will get itself registered to act as legal entity.
3. All the muslims living in this area are requested to become members of this Committee by paying a nominal yearly due of $25.00.
4. All the muslims present in the Masjid on the day of mashwara pledged to contribute at least $1000 each, for the New Masjid. The payment will be made according to individual convinience, but within two years time.
5. A Joint-account will be opened in trust, in the name of "ANJUMAN-E-MUSLIMEEN," and the donations will be deposited & receipts for tax purposes will be issued.
6. Subcommittees to devote time and efforts will be formed to collect donations from all possible avenues.

Great rewards in this world and hereafter have been promised in the "HOLY QURAN" and Al HADIS of Prophet S.A.W., for the efforts and sacrifice made in the establishment of Masjid.

Not only that we and our children benefit from this essential center of religious activities, but the generations to come Insha-Allah will benefit from it.

The time, efforts and money spent in the establishment of Masjid becomes Sadaqa-e-Jaria. So long the Masjid and its religious activities last, the multiplied Sawab goes in the account of the person who has contributed in the establishment of the Masjid, whether the person is alive or dead.

So Alhamdu-Lillah it is a unique and great opportunity for every muslim to contribute in anyway he can in the establishment of the "HOUSE OF ALLAH," to reap great rewards in this world & much more in the hereafter.

All muslims are hence urged to contribute in this great cause of Allah. Those Muslim brothers willing to contribute their time, efforts and donations (for the sake and the pleasure of Allah), could contact any of the following members of the community.

1. Br. Saeed Sheikh 782-8687 2. Br. Amanullah Khan 661-5851
3. Br. Rafi Dean 244-9425 4. Br. Ayub Mamoon 245-9724

یونان کا عظیم فلسفی

سقراط ایک سنگتراش کا بیٹا جو اہل اقتدار کی سازشوں کا شکار ہو گیا

تحریر : مشہود شورش

سقراط ایک عجیب شخصیت اور نرالے کردار کا حامل تھا ، یقیناً وہ ایک فلسفی تھا، لیکن محض ایک فلسفی کہنے سے اس کی شخصیت کے حقیقی خدوخال نمایاں نہیں ہوتے جب ہم اس فلسفی کے بارے میں کچھ غوروفکر کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں یسوع مسیح کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جہاں تک ہمیں اس کے حالات زندگی کا علم ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ سقراط کی زندگی کو انبیاء یہود اور ہندوستان کے یوگیوں کی زندگی سے نہایت قریب کی نسبت اور بہت ہی نزدیک کا تعلق ہے ۔ ہاتف غیبی کی ندا یا نفس درون کی صدا پر اس کا پختہ عقیدہ تھا، ایک ایسا مفکر اور فلاسفر جس نے نہ کوئی لفظ لکھا نہ کوئی مدرسہ قائم کیا مگر اس نے اپنی تمام زندگی تلاش حق اور تبلیغ صدق میں بسر کی وہ لوگوں کو سچائی کے راستہ پر چلنے کی تلقین کرکے ہمیشہ آواز حق بلند کرتا رہا۔ سقراط کا قول ہے سچائی کا نصب العین ہونا چاہئیے عجیب ستم ظریفی ہے کہ ایک ہاتھ سے سچائی کا میٹھا امرت پیش کیا اور دوسرے ہاتھ سے زہر کا پیالہ اٹھایا۔ یونان کے حاکموں نے اسے حق کہنے پر موت کی سزا دی۔ اور اس کی یہی موت اس کے لئے حیات جاودانی ثابت ہوئی ۔

اس کی زندگی تاریخ دنیا کے سیاہ پردے پر سہرے دھاگے کی مانند ہے ۔ اس کی شخصیت اس کا نام مستحق ہے عزت تحسین توصیف ، عظمت اور تعظیم کا، وہ اپنی غیرمعمولی ذہنیت ، قابلیت اور لیاقت کی وجہ سے تاریخ انسانی میں شخصیت کا ایک نقش لازوال ہے ۔

سقراط ۴۶۹ قبل مسیح ایتھنز شہر میں پیدا ہوا جب یونان کی یہ عظیم ریاست اپنے سنہری دور سے گزر رہی تھی ۔ ہیئت کے اعتبار سے سقراط پستہ قد بدصورت آدمی تھا اس کا باپ ایک سنگ تراش تھا ، نوجوانی میں سقراط نے بھی یہی پیشہ اختیار کیا ۔ مگر بعدازاں اپنی والدہ کا پیشہ دایہ گری اختیار کرلیا اور خود کو دایہ کہلوانے لگا یہ چیز اس کی طبیعت میں مزاح کی حس کو ظاہر کرتی ہے کچھ عرصہ تک اس نے دوسرے یونانیوں کی طرح فوجی ملازمت بھی اختیار کی "پیلپنیشیا" تحریک میں بھی حصہ لیا اور اپنی جانثاری اور دلیری کے جوہر دکھلائے ۔ ایک جنگ کے دوران اس نے عظیم دانشور سپاہی کی جان بھی بچائی ۔

جو بعد میں اس کا دوست اور پھر شاگرد ہو گیا اس نے کئی اور جنگیں بھی لڑیں ۔ لیکن اس کی یہ دلیری، بہادری اور بے خوفی جنگ کے میدانوں سے زیادہ عدالت کے ایوانوں میں نظر آئی ۔

سقراط کی زندگی کا زیادہ تر حصہ تلاش حق تبلیغ صدق میں گزرا ۔ یہ عظیم خطیب دنیا کا قابل ترین شخص تسلیم کیا جاتا ہے ۔ سقراط کے بارے میں جو کچھ علم حاصل ہوتا ہے وہ زیادہ تر اس کے دوستوں اور شاگردوں کی تحریروں سے ملتا ہے ۔

" مکالمات افلاطون " ایک زندہ سقراط کو پیش کرتے ہیں اس کی خطابت ، فصاحت ، بلاغت ، دلائل اور سچائی کی تلاش میں اس کے خیالات ، تصورات ، نقطہ نظر ، زندگی اور موت کے بارے میں اس کا رویہ اسی کی عظمت ، شہرت ، عزت سب کچھ اسی انداز سے ملتا ہے ۔

وہ ایک چھوٹے گھر سے ٹوٹے کے اندر گفتگو کرتا تھا ۔

آج جاڑے سوگ رہے ہیں ہے

سقراط کا لباس بہت مختصر تھا ۔ اس کی ٹانگیں اور پاؤں ہمیشہ ننگے ہوتے تھے لیکن اس کی اس غریبی میں کوئی دکھاوا نہیں ہوتا تھا اس نے اپنے آپ کو جسمانی سختیوں کا خوگر بنایا کیونکہ اس کا تعلق صرف دماغ سے نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد نسل انسانی تھا ۔ وہ گلیوں میں جاتا ۔ بازاروں میں پھرتا عوام کے اجتماعوں میں گھومتا ۔ جلسہ گاہوں میں پہنچتا ۔

اور لوگوں کو نیکی اور سچائی کے لئے پکارتا ، کبھی بلند آواز میں کبھی مدھم دھیمے ٹھہرے ہوئے پرسکون انداز میں بڑی تجری شگفتیں اور عوام اس کا مذاق اڑاتے لیکن وہ ہمت نہ ہارتا ۔ نیکی اور سچائی اس کا نصب العین تھی ۔ اس کا قول ہے "کہ بغیر سچائی اور نیکی کے انسان حقیر شے ہے ۔" اس کا ایمان تھا کہ بنی نوع انسان کو سچائی کی تلاش کرنی چاہئیے ۔

نیکی اور سچائی کا علم حسن ہے اور ان سے غفلت گناہ ہے اس کا مذہب اس وقت کا مروجہ مذہب نہیں تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ سقراط پر اکثر و بیشتر وجد کا عالم طاری رہتا تھا ۔ حقیقت میں اس کی جرات اظہار اور قوت گفتار سے بڑے بڑے یونانی اکابرین کے دل لرزتے تھے ان کی سچائی ان کو کڑوی لگتی تھی مشہور طربیہ نگار ارسٹوفینز نے اپنے ایک ڈرامے " بادل " میں سقراط کا مذاق اڑایا ۔ اس نے اس میں ایک بوڑھے پاگل فلسفی کو پیش کیا ہے جو محض " خیال پرستی " کرتا اور نوجوان کو گستاخ ، بے ادب اور بغاوت آمیز خیالات کا امرت پلانے کا کاروبار کرتا ہے ۔ مصنف کے یہ خیالات جو اس نے اپنے ڈرامے میں پیش کئے صرف رئیس طبقہ امراء کو خوش کرنے کے لئے تھے ۔

لیکن اس قسم کے اوچھے اور بیہودہ ہتھکنڈے اس کی عظمت اور شہرت کی راہ میں حائل نہ ہوسکے ۔ آندھی کی طرح اٹھے لیکن فوراً ہی غبار کی طرح بیٹھ گئے ۔ اس کی شہرت اور عظمت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہی چلا گیا ۔ اس کے شاگردوں اور دلدادوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی گئی ۔ لوگ اس ہستی کے گرد ہر وقت جمع رہتے ۔ کچھ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے آتے ۔ کچھ اس کی خطابت کے فن پارے کے لئے دوڑتے ۔ کچھ اس کے خیالات کی پختگی اور شگفتگی سے سرور ہونے کچھ اس کی جرات انکار کی ہمت اور شجاعت دیکھنے آتے ۔

کچھ صرف یہ سیکھنے آتے کہ وہ اپنی زندگی کو خوبصورت اور دلکش کیسے بنائیں مختلف قسم کے لوگوں کا انبوہ اس کے گرد جمع رہتا ۔

سقراط کا کہنا ہے کہ جو قوم شکست خوردہ ہوگی وہ آرام پسند ہو جائے گی جو عیش پسند ہوگی وہ بزدل ہوگی ۔ اور جو بزدل ہوگی وہ صفحہ ہستی پر زندہ نہیں رہ سکتی ۔ وہ پہلا انسان ہے جس نے ساری دنیا کو اپنا وطن قرار دیا تھا ۔

سقراط ساٹھ سال کی عمر میں سینیٹ کا ممبر منتخب ہوا اور ایک معاملے میں (جو سراسر ناانصافی پر مبنی تھا) اس کی مخالفت کی ۔ جس پر تمام ممبران اس کے خلاف ہو گئے لیکن اس نے یہ کہہ کر ان کی مخالفت جاری رکھی کہ " میں ہزار ہا مصیبتوں کو گوارا کرسکتا ہوں مگر میں ناانصافی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا ۔

۷۰ سال کی عمر میں اس پر جمہوریت پرست حکومت کے خلاف تقاریر کے الزام میں مقدمہ چلا ۔ اس زمانہ میں انتخاب ووٹنگ کے ذریعہ ہوتا تھا سقراط کا نظریہ یہ تھا کہ حاکم کا انتخاب ووٹ کی بجائے قابلیت اور اہلیت کی بنیاد پر ہونا چاہئیے اس کے خلاف جب مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی تو وہ بدستور درس و تدریس اور وعظ میں مصروف رہا ۔ کسی نے کہا کہ سقراط تم عجیب آدمی ہو تمہارے خلاف جو مقدمہ چل رہا ہے تم اس اور روحانی رشتوں سے تمہارا اس کا تعلق کیا ہے۔ فکر کی بجائے وعظ میں لگے ہوئے ہو ! سقراط نے کہا میری سب سے بڑی سچائی یہ ہے کہ میں نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ کبھی فریب کیا ہے ۔ میں لگاتار علم و اخلاق کی تعلیم دیتا رہا ہوں ۔ اب اگر میں زندہ رہا تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوگی کیونکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور بڑھاپے میں امیدیں ٹوٹ جاتی ہیں اور آرزوئیں دم توڑ دیتی ہیں ۔ اگر میں مرگیا تو اس میں میرا کوئی نقصان نہیں ، کیونکہ یہ حکومت مجھے نہیں بلکہ میرے فلسفہ اخلاق کو مٹانا چاہتی ہے ، اس میں اس کی کوئی نیک نامی نہیں ہے میں ممکن ہے کہ میری موت ہی میری عزت کا سبب ہو اس نے اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہا بلکہ استقلال و استقامت کے ساتھ کھڑا ہو کر اپنے اوپر عائد شدہ الزامات کی توثیق کرتا رہا بالآخر حکومت نے اسے سزائے موت سناتے ہوئے زہر کا پیالہ پلانے کا حکم دیا جسے سقراط نے فوراً قبول کرلیا اور زہر کا پیالہ پی کر ابدی نیند سو گیا ۔

افلاطون نے کہا کہ دنیا میں یہ سب سے عقلمند ، منصف ۔ اور نیک شخص کا انجام تھا ۔ " سیسرو لکھتا ہے کہ " میں جب کبھی اس واقعہ کو پڑھتا ہوں ۔ تو بے اختیار رو دیا کرتا ہوں ۔

انسان جب انتہا سے زیادہ خوش ہوتا ہے تو فطرت اس ... تمام نہیں ہے ۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں ۔



غزل

اب کے ہم میں بھی تھوڑی بہت بتانا اسے
وہ اب ملے بھی تو رت حال دل سنانا اسے

میں کہہ رہا تھا کہ راہ وفا کٹھن ہے بہت
مگر بچھڑنے کا ہاتھ آگیا بہانا اسے

اکیلے کس سے اٹھا ہے تعلقات کا بوجھ
وہ تم کو یاد نہ رکھے تو بھول جانا اسے

وہ بوئے گل تھی تلاش صبا میں نکلی تھی
ہوا نے کر دیا میری طرف روانہ اسے

وہ کہہ گیا ہے مجھے یاد کر ہی لیتا ہے
ملا نہیں ہے ابھی دوسرا ٹھکانا اسے

وہ ہم کو دیکھ کے جب رخ بدل گیا سرفرز
تو کیا پکارنا اس کو تو کیا بلانا اسے

— سرور اقبال

حکیم صاحب کو کسی نے گالی دی، کچھ نہ بولے ۔ ایک دوست نے کہا جواب کیوں نہیں دیتے فرمایا کبوتر کوے کی بولی نہیں بول سکتا ۔ (فیثا غورث)

قومی منظر — کالم

گزشتہ چند ہفتوں میں قومی افق پر چند نہایت اہمیت کے حامل مناظر پے درپے رونما ہوئے۔ پہلے ان کا ایک مختصر خاکہ ملاحظہ فرمائیے۔ پھر جس حد تک ممکن ہو سکا، ان کی تفصیلات بھی آپ کو بتانے کی کوشش کی جائے گی۔

● چوہدری ظہور الٰہی کے مشہور مقدمہ قتل کے سلسلے میں سپیشل جج سکھر جناب قدیر محمد قریشی نے ۷ ملزمان کو سزائے موت کی سزا سنا دی۔ سزائے موت پانے والوں میں سابق ڈپٹی کمشنر سانگھڑ امداد اللہ انڑ، سابق ایس پی سانگھڑ غلام شبیر کلیار، ایس ایچ او یعقوب، اے ایس آئی شاہ محمد، ہیڈ کانسٹیبل غفور، کانسٹیبل محمد رفیق اور غلام قاسم شامل ہیں۔ جبکہ ملزم میر محمد بہادر ڈاہری کو تین سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی گئی۔ ڈاکٹر افضل، شاہنواز اور محمد حسن بروہی کو عدم ثبوت کی بنا پر رہا کر دیا گیا۔ امداد اللہ انڑ اور کلیار کی سزائے موت پر عملدرآمد ان کی گرفتاری تک موقوف کر دیا گیا۔ تمام ملزمان کو سزا کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل کی اجازت تھی۔ چنانچہ ۹ میں موجود ملزمان نے یہ اپیل دائر بھی کر دی ہے۔ اور آجکل اس کی سماعت جاری ہے ہائی کورٹ نے اگر اس سزا کی توثیق کر دی تو پھر شاید دنیا کی کوئی طاقت بھی کم از کم ان سات موجودہ ملزمان کو تختۂ دار پر لٹکنے سے بچا سکے۔ واضح رہے کہ چارج شیٹ میں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور ممتاز علی بھٹو کے نام بھی شامل تھے۔ لیکن ان کے ناموں کے بارے میں کچھ پتہ نہ چل سکا کہ اس مقدمۂ قتل کا فیصلہ سناتے ہوئے عدالت نے ان ناموں کا کیا کیا؟ امداد اللہ انڑ اور کلیار کو دس دس ہزار روپے جرمانے کی سزا بھی سنائی گئی ہے، سات افراد نے ہائیکورٹ میں مشترکہ اپیل دائر کی ہے جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ استغاثے کے مقدمہ اور فاضل جج کے فیصلے میں جگہ جگہ تضادات موجود ہیں۔

● قومی افق پر نمودار ہونے والا ایک اور اہم ترین واقعہ افغان طیاروں کی پاکستانی حدود میں دراندازی ہے جس پر صدر ضیا نے افغان حکومت کو تنبیہ کی ہے کہ آئندہ ایسی کسی بھی حرکت کا جواب بہت سختی سے دیا جائے گا۔ ادھر دوسری طرف سے کارمل نے اسی تنبیہ کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ ہم پاکستان کی جانب سے ہر سختی کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہیں نیز یہ کہ افغان حکومت کے باغیوں کے خلاف کارروائی اسی طرح جاری رہے گی۔

● مقبوضہ کشمیر میں ۵ ہزار سے زائد پاکستانی کمانڈوز کا گرفتاری کا شاخسانہ ابھی تازہ ہی تھا کہ خبر آئی آزاد کشمیر کی سرحد پر بھارتی فوج کی غیر معمولی نقل و حرکت شروع ہو گئی ہے اور چھوٹی موٹی جھڑپوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے اس کا اعتراف خود صدر ضیا نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں بھی کر لیا ہے۔ یہ جھڑپیں ہلکی ہیں مگر انہوں نے انہیں اتنی زیادہ اہمیت کی حامل قرار نہیں دیا۔

● تحریک بحالیٔ جمہوریت کی جانب سے امریکی کانگریس کے نام ایک مشترکہ خط ارسال کیا گیا جس میں کانگریس سے جمہوریت اور انسانی حقوق کے نام پر یہ اپیل کی گئی کہ وہ پاکستان کو دی جانے والی فوجی اور اقتصادی امداد کو اس وقت تک موقوف کر دے جب تک صدر ضیا پاکستان میں عام انتخابات کرا کے حکومت عوام کے منتخب نمائندوں کے حوالے نہ کر دیں۔

کھیل لمحہ بہ لمحہ خطرناک ہوتا چلا جا رہا ہے

جنوری میں کیا ہوگا؟

● یہ اہم بات ہے کہ امریکی کانگریس اس درخواست کے باوجود پاکستان کو امریکی اسلحہ کی فروخت، ایف ۱۶ طیاروں کی فراہمی اور ۳۹۰ کروڑ ڈالر کے میزائل اور ٹینک مہیا کرنے کا بل پاس کر دیا۔ ان میں سے ۴ ایف ۱۶ طیارے آئندہ بارہ ماہ میں پاکستان کو مل جائیں گے۔

● نئی دہلی میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک تجارتی معاہدے کے تحت پاکستانی مصنوعات کا ایک عظیم الشان سٹال لگایا گیا۔ جہاں بھارتی عوام کا ہجوم اس قدر تھا کہ پولیس کو ہجوم منتشر کرنے کے لئے بار بار لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ اور جس وقت یہ خبریں آ رہی تھیں عین اسی وقت یہ خبر آئی کہ تین پاکستانی سفارتی ملازمین کو بھارتی پولیس نے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر کے ان پر تشدد کیا ہے اس واقعہ نے ۱۸ نومبر کو جنم لیا۔ جب پاکستان کی قومی ہاکی ٹیم بھارت کے خلاف اپنا پہلا ہاکی ٹیسٹ بمبئی میں کھیل رہی تھی رد عمل کے طور پر حکومت پاکستان نے جہاں ایک

بھارت اور افغانستان کیا چاہتے ہیں؟

طرف اس امر پر بھارتی حکومت سے شدید احتجاج کیا اور اسے جنیوا کنونشن کی قرارداد پر عمل درآمد کی تلقین کی، وہیں دوسری طرف ۲۲ نومبر کو چار بھارتی سفارت کاروں کو ملک چھوڑنے کے اندر اندر پاکستان چھوڑنے کی ہدایات بھی جاری کر دی گئیں کیونکہ سرکاری ذرائع اور اطلاعات کے مطابق یہ افراد ملک میں جاسوسی اور ناپسندیدہ نوعیت کے دیگر مشاغل میں مصروف تھے۔

● مسز گاندھی نے پہلی کی طرح ایک مرتبہ پھر یہ بات دہرائی کہ ایک ایسے موقع پر جب کہ پاکستان اسلحہ کے انبار جمع کر رہا ہے، جنگ نہ کرنے کی پیش کش سے منافقت کی بو آتی ہے۔ اور یوں لگتا ہے جیسے پاکستان مناسب انداز میں بھارت سے جنگ لڑنے کے لئے وقت طلب کر رہا ہے (گویا مسز گاندھی پاکستان کو یہ مہلت دینے پر خود کو آمادہ نہیں پاتیں)۔

● پی آئی اے میں بڑے پیمانے پر چھانٹیوں کا سلسلہ جاری ہے اور اب تک کئی سو ملازمین

ان جبری برطرفیوں کی زد میں آ کر اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ان ملازمین پر فرائض سے کوتاہی برتنے، مارشل لاء احکامات کی خلاف ورزی کرنے، حسابات میں ردوبدل، معطلی اور ڈیوٹیوں سے غیر حاضر رہنے کے تحت کارروائیاں کی گئی ہیں۔

● ایف آئی اے نے سابق وفاقی وزیر مملکت شیخ خورشید کے خلاف اپنی تحقیقات مکمل کر لی ہیں اور عنقریب ان کے خلاف چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا جب کہ موصوف پچھلے کئی ہفتوں سے لاہور سپریم کورٹ کی ضمانت پر رہا ہیں۔

● اب چند اموات کا ذکر ہو جائے جنہوں نے اب کے پاکستان کو کئی اہم اور نامور شخصیات سے محروم کر دیا۔ ان میں نمایاں ترین شخصیات مرزا ابوالحسن اصفہانی، قائداعظم کے سابق دست راست کے علاوہ جناب مرزا ابوالحسن آف سیکرٹری آف انڈیا مسلم لیگ کی وفات حسرت آیات بھی شامل ہیں۔ ان کے بعد جناب عبداللہ ہارون کے چھوٹے صاحبزادے سعید اے ہارون کی وفات کی خبر آئی، جو وفاقی وزیر داخلہ محمود ہارون کے چھوٹے بھائی تھے نہیں تحریک پاکستان کے ایک مجاہد تھے، مرزا ابوالحسن اصفہانی کا نام تاریخ پاکستان میں ہمیشہ سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ وہ کی اور مرزا حسن الحسن کی خدمات کی تفصیل اس قدر طویل ہے کہ اس موضوع پر کتابیں تخلیق کی جا سکتی ہیں۔ اس چھوٹے سے کالم میں ان جلیل القدر شخصیات کی خدمات کا احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے، عجیب سال ہے کہ جاتے جاتے پے درپے پاکستان کو ایسی بزرگ ہستیوں سے محروم کرتا چلا جا رہا ہے جو ہمارا اجاعی اثاثہ تھا۔

● ترکی کے فوجی سربراہ جنرل کنعان ایورن کا دورۂ پاکستان اس اعتبار سے بے حد اہمیت کا حامل تھا کہ عنان اقتدار سنبھالنے کے بعد یہ ان کا پہلا بیرون ملک دورہ تھا۔ پاکستان اور ترکی کے برادرانہ تعلقات مرحوم ایوب خان کے زمانے میں نہیں بلکہ اس سے بھی کہیں پہلے متحدہ ہندوستان کے زمانے میں تحریک خلافت کے دوران قائم ہوئے تھے وہ آج تک اسی طرح برقرار چلے آ رہے ہیں۔ اور یہ تعلقات صرف حکومتوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ عوامی سطح پر اتنے گہرے ہیں کہ ان میں حکومتوں کی تبدیلی سے آج تک ذرا بھی فرق نہیں پڑ سکا ہے بلکہ صدر ترکی کا دورۂ پاکستان انتہائی کامیاب تھا اور پاکستانی عوام نے جس گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا وہ مدتوں یادگار رہے گا۔ یوں تو ترکی اور پاکستان کے بیشتر عالمی معاملات میں ہمیشہ ایک ہی موقف رہے ہیں۔ مگر اب کے ان تمام باتوں کا جس شدت سے اعادہ کیا گیا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں ممالک کے درمیان موجود فاصلے محض جغرافیائی ہیں۔ ورنہ درحقیقت ترکی اور پاکستان ایک ہی وجود کے دو حصے ہیں، اس موقع پر ہم بظاہر ایک بڑی غیر اہم سی بات کا تذکرہ کر رہے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک نئی روایت گزشتہ ۳۵ برس سال کے بعد پہلی مرتبہ قائم ہوئی ہے اور موجودہ حالات میں خاصی غیر معمولی اہمیت کی حامل نظر آتی ہے اب

ملک عموماً یہ ہوتا رہا ہے کہ کسی بھی غیر ملکی سربراہ کے دورۂ پاکستان کے موقع پر مسلح افواج کے دستوں نے گارڈ آف آنر پیش کرتے ہوئے جو دھنیں بجائیں۔ وہ ۔۔۔ تھیں۔

اے مرد مجاہد جاگ ذرا اب وقت شہادت ہے آیا۔ کی طرز پر بنی ہوتی تھیں۔ اس مرتبہ یہ روایت ٹوٹ گئی اور حیرت انگیز طور پر ایک نئی دھن پیش کی گئی جس کے بول تھے..... کہ

پاک فوج کے جوان ہیں ہم
ہر وقت تیار ہیں ہم

پاکستان کے اردگرد رونما ہونے والے حالات پر نظر ڈالی جائے تو یہ تبدیلی خاص معنی خیز نظر آتی ہے۔

● عاشورہ محرم کے موقع پر کراچی میں جس سنگین واقعے نے جنم لیا اور جس طرح چند شرپسند عناصر نے شیعہ سنی فسادات کرانے کی کوشش کی، اس پر حکومت اور معاشرے کے باشعور افراد نے بروقت اور بڑی خوبی سے قابو پا لیا تھا۔ لیکن لاہور جہاں عاشورۂ محرم کے دن شیعہ سنی اتحاد کا تاریخی مظاہرہ کیا گیا تھا اور خود سنی فرقے کے لوگوں نے عزاداران حسینؓ کو جگہ جگہ سہولتیں بہم پہنچائی تھیں، ان کے لئے سبیلوں، دودھ شربت اور سائے کا اہتمام کیا تھا، تاریخ میں غالباً پہلی مرتبہ شیعہ اور سنی مسلمانوں نے مل کر ظہر کی نماز ادا کی تھی، اسی روز لاہور میں ۲۲ نومبر کو نواحی علاقے کے ایک جلوس کے اختتام پر ایک انتہائی سنگین حادثے نے جنم لیا اور اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ چنگاری کس نے بھڑکائی تھی عزاداران حسینؓ اور پولیس کے مابین تصادم کی شدت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ کئی گھنٹے تک سانده کلاں جو لاہور کی ایک مضافاتی بستی ہے خونریز تصادم کی زد میں رہا۔ اور تقریباً چودہ پولیس والے زخمی ہوئے۔ چار افراد کی حالت تادم تحریر تشویشناک تھی۔ اور ایک معزز مہمان ہلاک ہو چکا تھا یہ ایک انتہائی افسوسناک صورت حال ہے، اور اس کا پس منظر نہایت بھیانک ہے، کچھ عرصے سے ایک مخصوص گروہ شیعہ فرقہ میں یہ افواہیں پھیلانے میں مصروف ہے کہ سابق وزیراعظم بھٹو چونکہ شیعہ فرقے سے تعلق رکھتے تھے اس لئے انہیں ایک وہابی الفکر شخص نے سزائے موت دے دی۔ اور اب اس کے نام پر مجالس کا اہتمام تک نہیں کرنے دیتا، اہل تشیع فطرتاً بے حد جذباتی واقع ہوئے ہیں لیکن ان کے رہنماؤں کی بصیرت اور معاملہ فہمی نے ہر موقع پر حالات کو قابو میں رکھا ہے، پھر بھی حکومت کو چاہئے کہ ایسے عناصر پر کڑی نظر رکھے جو جلتی میں چنگاری ڈالنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ خصوصاً ان قیاسات کی روشنی میں حالات پر کڑی نظر رکھنے اور ہر لمحہ چوکس و بیدار رہنے کی ضرورت ہے جس کا اظہار اب ہم کرنے والے ہیں۔

● بھارتی جریدے "انڈیا ٹوڈے" کی اطلاعات ہیں کہ مرتضیٰ اور شاہنواز بھٹو نے جنوری سے پاکستان میں راست اقدام شروع کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور یہ راست اقدام پُرتشدد بغاوت کے ذریعے موجودہ حکومت کا تختہ الٹ دینے تک جاری رہے گا۔ بھارتی جریدے کے بقول مرتضیٰ اور شاہنواز کا دعویٰ ہے کہ ان کے پاس جدید ترین میزائل اور ٹینک ہی نہیں وہ طویل مار گن بھی موجود ہیں۔ اور اسلام آباد بلکہ راولپنڈی ان کی زد میں ہے۔ یہاں ہم یہ وضاحت کر دیں کہ مارگن ایک جدید ترین توپ ہے جس سے جو ہری تباہ کاری پھیلانے والا گولا فائر کیا جاتا ہے۔ روس، بھارت اور افغانستان کی مکمل اور بھرپور پشت پناہی کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر مرتضیٰ کے دعوؤں کو بالکل بے بنیاد فرض کیا جائے تو ہمارے خیال میں یہ احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہوگا۔ بالخصوص اس بات پر ہمیں اتنا ہی یقین ہے، جتنا خدا کے وجود پر کہ یہ دونوں لڑکے اور ان کے پالتو دہشت گرد پاکستان کو تھوڑا بہت نقصان تو ضرور پہنچا سکتے ہیں لیکن آج قابل ساری عمر نہیں ہو سکے گا اپنے غنڈوں اور دہشت گرد کرائے کے سپاہیوں کے بل بوتے پر پاکستان کی تربیت یافتہ افواج کا مقابلہ کر سکے کبھی

عاشورہ محرم پر ہنگاموں نے کیوں جنم لیا؟

بھی پاکستان میں اپنی حکومت قائم کر سکیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ یہ لڑکے اپنے مرحوم باپ کے انتقام میں چند شخصیات کو انفرادی طور پر ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ جیسے انہوں نے مرحوم چوہدری ظہور الٰہی کے سلسلے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ لیکن یہ باور کرنا کہ یہ لوگ پاکستان کی مسلح افواج اور عوام سے ٹکر لے سکتے ہیں خام خیالی ہوگی۔ چاہے ان کے پاس میزائل، ٹینک اور طویل مار گنیں ہی نہیں روس کی وہ تمام افواج بھی زیر کمان آ جائیں جو اس وقت افغانستان میں پڑی ہوئی ہیں۔ پھر بھی حکومت کو ہمارا مشورہ یہی ہے کہ اب وہ آنے والی جنوری میں مرتضیٰ کے دعوؤں کا منہ توڑ جواب دینے کے لئے بھرپور تیاری کر لے۔ کیونکہ یہ "جنوبین جنوبی ونگوں" راجیل زہری ہیں وہ عناصر مضبوط اور پاکستان کے وجود کے ازلی دشمن ہیں۔ بھارت کی جانب سے حالیہ چھیڑ چھاڑ، کشمیر میں جھڑپیں، سفارتی سطح پر بدزبانیاں، طیارے کے اغوا کا ڈرامہ، جنگ نہ کرنے کے معاہدے سے پس و پیش، پاکستان کی سرحدوں کے گرد ساڑھے چھ لاکھ سے زائد بھارتی افواج کا اجتماع اسلحہ کی بے پناہ خریداری، پھر افغانستان کی جانب سے آئے دن اشتعال انگیز کارروائیاں بے سبب نہیں ہو سکتیں۔ پاکستان درحقیقت اس وقت تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے۔ اور اس صورتحال کا خاتمہ صرف ایک صورت میں ممکن ہے جب داخلی طور پر اقتدار کی جنگ جو بیرونی قوتوں کے اشارے پر لڑی جا رہی ہے کسی کنارے لگ جائے۔ اور کسی ایک فریق کے حق میں فیصلہ ہو جائے۔ مگر لگتا ہے فیصلے کی گھڑی ابھی بہت دور ہے۔ قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حالات میں کوئی اچانک اور غیر متوقع تبدیلی نہ آئی تو اقتدار کی موجودہ جنگ ۱۹۸۵ء سے پہلے کسی فیصلہ کن نتیجے تک نہیں پہنچ سکے گی۔ کیونکہ یہ جنگ اب محض افراد کے درمیان نہیں رہی بلکہ اس میں باقاعدہ ادارے ملوث ہیں۔

● کراچی کے شیخ لیاقت حسین نے جو مسلم لیگ پگاڑا گروپ کے ممبر نائب صدر بھی ہیں۔ ایک غیر سیاسی اتحاد بالآخر قائم کر ڈالا ہے جس میں ماسوائے چند نمایاں شخصیات کے تمام غیر معروف لوگ شامل ہیں۔ چند معروف ناموں میں جناب حسین امام اور علامہ عباس حیدر عابدی کے نام شامل ہیں۔ اس غیر سیاسی اتحاد کا مقصد حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنا ہے لیکن تاحال حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنا تو دور کی بات اس بے چارے غیر سیاسی اتحاد کے اپنے پاؤں مضبوط نہیں ہو سکے، عوام اور حوام کی جانب سے یا سیاست دانوں کی طرف سے اس غیر سیاسی اتحاد کی پذیرائی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔

شیر اور شیر

وہ ایک کروڑ پتی تھا اور دلچسپ مشغلے کے طور پر وہ اپنے ذاتی چڑیا گھر میں نئے نئے جانور جمع کرتا رہتا تھا۔ ایک روز اس نے سوچا کہ میرا چڑیا گھر اس وقت تک نامکمل ہے جب تک اس میں شیر نہ ہو چنانچہ وہ جانور فروخت کرنے والی ایک دکان پر گیا اور کہا کہ مجھے ایک شیر کی ضرورت ہے۔

دکاندار نے خاموشی سے اس کی طرف دیکھا پھر پوچھا "آپ کو بھارت کا شیر چاہئے یا افریقہ کا۔"

کروڑ پتی نے کہا "افریقہ اور بھارت کے شیر میں کیا فرق ہے؟"

دکاندار نے جواب دیا "تقریباً ہزار میل کا۔"



"خطرے کی گھنٹی"

عوام کی آواز پر کان دھرو عوام کی آواز اللہ کی آواز ہے۔ (ذوالفقار علی بھٹو مرحوم)



زندگی دینے والے کا کرشمہ

کینیڈا کے سائنسدانوں نے انکشاف کیا ہے کہ جو بچے قبل از وقت پیدا ہوتے ہیں، انہیں ماں کا دودھ زندہ رکھتا ہے۔ بعض بچے سات ماہ بعد پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر اس قدر کمزور ہوتے ہیں کہ ان کا زندہ رہنا ممکن نظر نہیں آتا۔ ان میں سے جنہیں ماں کا دودھ ملتا ہے وہ زندہ رہتے ہیں اور جنہیں ڈبوں کا دودھ دیا جاتا ہے وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں کو ماں کا دودھ اس لیے زندہ رکھتا ہے کہ ایسی ماؤں کے دودھ میں خدا نو ماہ پورے کرکے پیدا ہونے والے بچوں کی ماؤں کے دودھ کی نسبت تیس فیصد زیادہ غذائیت عطا کرتا ہے۔ یہ اضافی غذائیت بچے کی جسمانی نشوونما تیزی سے کرتی ہے۔ سائنسدان یہ معلوم نہیں کر سکے کہ قبل از وقت پیدا ہونے والے بچوں کی ماؤں کے دودھ میں یہ اضافی غذائیت اور توانائی کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ اسے خدا کا کرشمہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

اچھے بچے — کیوں اور کیسے!

امریکہ کے اخبار "نیویارک ٹائمز" کے نمائندہ مقیم پیکنگ چین نے لکھا ہے کہ جو امریکی چین جاتے ہیں وہ چین کے بچوں سے متاثر ہوتے ہیں اور حیران بھی۔ چین میں جہاں بھی جاؤ وہاں کے بچوں کا رنگ اور عادات ایک جیسی دیکھنے میں آتی ہیں۔ چینی بچے فرمانبردار اور حلیم طبع ہوتے ہیں۔ لڑتے جھگڑتے نہیں۔ استاد انہیں جو کچھ بھی بتاتے ہیں، وہ فوراً سمجھ لیتے ہیں۔ ان میں امریکی بچوں جیسی خود غرضی اور جارحیت نہیں پائی جاتی۔ چینی بچوں میں غصہ، ہیجان اور کھچاؤ بھی نہیں ہوتا جو امریکی بچوں کی خاصیت ہے۔ چینی بچے روتے چلاتے نہیں، نہ ضد کرتے ہیں اور نہ ہی انگوٹھا چوستے ہیں۔

امریکہ کے دو ماہرین نفسیات نے خاص طور پر چین کے بچوں کا نفسیاتی تجزیہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چینی ماں باپ اپنے بچوں کو زیادہ وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور تنہائی یا کسمپرسی کا احساس نہیں ہونے دیتے۔ وہاں بچوں کو بہت چھوٹی عمر میں سکول میں داخل کرا دیا جاتا ہے۔ استاد بچوں کے ساتھ ان کے والدین سے زیادہ شفقت سے پیش آتے ہیں۔ ایسے سلوک سے بچوں کے دلوں میں صرف استاد کا نہیں بلکہ بڑوں کا احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ استاد اور والدین بچوں کو گروپ کی صورت میں زندگی گزارنا سکھاتے ہیں۔ اس سے بچوں پر یہ اثر ہوتا ہے کہ ان میں ذاتی مفاد پرستی پیدا ہی نہیں ہوتی۔

اس رپورٹ میں مقابلہ تو امریکی اور چینی بچوں کا کیا گیا ہے لیکن اس میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے زریں اصول بیان کیے گئے ہیں۔

THE MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER
پیغامبر
P.O. Box 2114, Station B Scarborough, Ont. Canada M1N 2E5
Editor & Publisher SOHAIL AKHTAR
Tel. (416) 267-8006
VOL. 5
NO. 24